**حدیث**
محمد اظہر مدنی

# اتباعِ سنت

عن انس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: لایومن احدکم حتی أکون احب الیه من والده وولده والناس أجمعین (متفق علیہ)

**ترجمہ**: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس سے اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

کتابوں خاص طور سے سیرت کے مطالعہ کا رجحان آہستہ آہستہ ختم ہورہا ہے۔ دیکھا جارہا ہے کہ دیگر قوموں کے بچے اپنی مذہبی کتابوں سے قریب ہورہے ہیں۔ اپنی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کررہے ہیں لیکن ہمارے بچے خصوصاً نئی نسل کتاب وسنت، سیرت نبوی اور دیگر اسلامی کتابوں، سیرت نبوی سے بے بہرہ ہوتے جارہی ہے۔ ایسے میں ضروری ہے کہ اپنے سماج میں سیرت نبوی کے مطالعہ کے لئے بیداری پیدا کی جائے۔ رسم ورواج کے سننے اور اس پر عمل کے عادی ہونے کی سب سے بڑی وجہ سیرت نبوی سے ناعلمی اور دوری ہے اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا چلا جارہا ہے۔

محبت رسول اور اتباع سنت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق عمل کرے۔ اپنی زندگی کو سنت نبوی کے مطابق ڈھالے۔ غیر اسلامی امور سے دور رہے، رسوم ورواج کو شریعت کا حصہ نہ سمجھے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ ربیع الاول کے مہینے میں ایسے اعمال انجام دیتا ہے کہ اغیار بھی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ اسلامی احکامات کا حصہ ہے۔ اور ان کی یہ غلط فہمی کافی جڑ پکڑ چکی ہے۔ غلط فہمی کے ازالے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تعلیمات نبوی کے مطابق زندگی گزاریں۔ بعض مواقع پر سڑکوں پر اتر کر ڈھول تاشے بجانے سے اسلام کی نمائندگی نہیں ہوتی ہے۔ یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور اس کا بہت غلط پیغام جاتا ہے جو پیسے ان رسوم ورواج پہ خرچ کئے جارہے ہیں اگر ان کو اسلام کی اشاعت میں صرف کئے جائیں تو اس سے کافی بہتر نتائج کی امید کی جاسکتی ہے۔ اور نئی نسل کے اندر سیرت نبوی، واقعات صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کے مطالعہ وغیرہ کے لئے بیداری پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس سے ان شاء اللہ خاطر خواہ فائدہ ہوگا اور جو لوگ خلاف اسلام اعمال کے دلدادہ ہو چکے ہیں ان کے اندر کتابوں اور دینیات سے رغبت پیدا ہوجائے گی۔

اس لئے ربیع الاول کے مہینے میں کوئی ایسا عمل نہیں انجام دیا جانا چاہیے جس سے لوگ غلط فہمی میں پڑ جائیں۔ اتباع سنت یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق عمل کریں کیوں کہ ہمارے لئے اصل اسوہ نبی کا اسوہ ہے۔ جو ہماری دنیوی واخروی کامیابی کی ضمانت ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب:۲۱) ''بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی اتباع وپیروی کا بہترین نمونہ ہے۔''

قرآن نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ہماری کامیابی اسی اسوہ کو اپنانے میں ہے۔ اس لئے ہم اسوہ رسول سے مسلمانوں اور دیگر لوگوں کو بھی روشناس کرائیں کیوں کہ رسم ورواج کسی کے لئے ہرگز نمونہ نہ بن سکتے بلکہ یہ گمراہی اور انجان سمت میں لے جاتے۔ اور دین سے دوری اور سنت سے اعراض کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من رغب عن سنتی فلیس منی یعنی جس نے ہمارے طریقے سے انحراف کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اس لئے ہمیں لوگوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے جہالت کا خاتمہ ہوگیا، دنیا کی بدامنی امن وشانتی میں بدل گئی۔ عرب معاشرہ کے بے رحم اور سخت دل رحم دل ہوگئے جو لوگ حقوق انسانی سے محروم تھے۔ انسانی حقوق ملنے کے بعد چین وسکون کی زندگی گزارنے لگے۔ اور ان کے اخلاق وعادات دوسری قوموں کے لئے نمونہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ وہ ہمیں محبت رسول کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم صحیح معنوں میں اللہ کے رسول سے محبت کرنے والے بن سکیں۔ یہی اتباع سنت ہے۔

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی


## اس شمارے میں


| | |
|---|---|
| درس حدیث | ۲ |
| اداریہ | ۳ |
| وجود الٰہی کے چند دلائل | ۸ |
| نظم | ۱۰ |
| جان کے بدلے جان | ۱۱ |
| مہنگائی کا شرعی حل | ۱۳ |
| امام کے پیچھے مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا ایک جائزہ | ۱۸ |
| کن جگہوں پر نماز جائز نہیں ہے؟ | ۲۱ |
| حیاء اسلام کی نظر میں | ۲۵ |
| مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز | ۲۹ |
| جماعتی خبریں | ۳۰ |
| چودھواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ و معلمین | ۳۲ |


مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے


بدل اشتراک

سالانہ ــــــــــ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ــــــــــ ۷/روپے
پاکستان ــــــــــ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ و دیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com


اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

# ھٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاس (۲)

یہ واضح بیان قرآنی والٰہی ہے کہ لائق تعریف وتوصیف اور حمد وثناء کی حقیقی سزاوار اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی ذات ستودہ صفات ہی ہے۔ کیوں کہ وہی رحمان ورحیم ہے۔ بلاتفریق واختلاف نوع وجنس سب پر نہایت مہربان اور انتہائی رحم کرنے والا ہے۔ وہی رب العالمین ہے۔ صغیر وکبیر ہر شئی کو وجود بخشنے والا تنہا وہی ہے۔ له الملك وله الحمد اور الا له الخلق والامر۔ عالم کے اندر اول وآخر مالک ومتصرف تنہا وہی ہے۔ تعریفات، محامد ومحاسن اور تمجید وتسبیح کے لائق صرف وہی ذات بے ہمتا ہے۔ اس کے آگے کسی کی کوئی بڑائی ہے نہ ثناء وستائش۔ ساری خوبیوں، اچھائیوں اور تعریفات کے لائق وہی ہے اور اسی کی سرکار خدمت کے قابل اور اس کی ذات عبادت کے لائق ہے۔ حکم اسی کا چلتا ہے اور کن (ہوجا) کہہ کر ساری کائنات کو وجود بخشتا ہے۔ اس کے اندر عظیم انقلاب اور ادنی جنبش، حرکت ونشاط اور سکون وانجماد وہی پیدا کرتا ہے اور وہ ہر وقت ایک نئی آن، بان اور شان سے رہتا ہے۔ اور اس کے مظاہر کائنات کے ہر ذرے اور آفتاب سے ہویدا ہیں۔ چشم بینا نہیں بصیرت سے اسے دیکھ لیتا ہے اور عقلمند اسے پہچان لیتا ہے۔ خشیت وخوف الٰہی اور تقوی وللّٰہیت سے سرشار ہوجاتا ہے اور نادان، جاہل اور ہٹ دھرم غفلت کی زندگی گذار کر موت کا شکار ہوجاتا ہے اور سمجھتا ہے زندگی کا اختتام اور موت کا پیغام ہی زندگی اور انسان کا کام تمام کردیتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ خیر وشر اور حیات جاودانی کا حقیقی، اصلی اور ابدی مرحلہ اب شروع ہوا ہے اور عارضی زندگی کا سورج غروب ہوچلا ہے۔ انسانی فکر کی نارسائی کی انتہاء یہ ہے کہ وہ الٰہی وقرآنی فکر وتعلیم جیسی صاف اور شفاف روشن تعلیمات سے بھی نابلد اور محروم رہ جاتا ہے۔ اور بقول بعض العارفین ومحدثین ”من لم يكن له فى كتاب الله عبرة فليس له عبرة“ (ابوزرعہ) جسے قرآن جیسی کتاب ہدایت وموعظت اور حکمت سے عبرت

پذیری حاصل نہ ہوسکی بھلا اسے کون ہے جو راہ راست پر لا سکے اور پند ونصیحت نامہ تھما سکے کہ وہ کامیاب وکامران ہوجائے۔ اسی موت وحیات انسان کی ترجمانی اقبالؔ نے یوں کی ہے۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
یہ ہے شام زندگی، صبح دوام زندگی

الغرض قرآن کا بیان اور اسلام کا اعلان یہ ہے کہ رحیم وکریم ذات جو تنہا لائق صد تعریف ہے، ساری مخلوق اسی کی ہے اور وہی اس کی پرورش وپرداخت کرتا ہے اور اپنے رحم وکرم سے سب کو نوازتا ہے۔ اس لیے اے انسانو! اور جنّو! اور مکلفین و وارثین اور خلفاء باتمکین تم اللہ کی مخلوقات اور اس کے ذرات و کائنات میں رحم وکرم اور درگذر سے کام لو۔ سب کا حق ادا کرو۔ وہ سب اللہ جل جلالہ کی مخلوق ہیں، تم بھی ایک مخلوق ہو، پھر ان کو اللہ کی مخلوق، اس کا بندہ اور اس کی ایجاد کردہ جان کر بھی تم اس کو ناراض کرتے ہو، تکلیف پہنچاتے ہو، اسی کی دھرتی پر اسی کی بنائی، سنواری، حکمت وغلبہ اور چاہت سے پیدا کی ہوئی چیزوں میں منمانہ تصرف بلکہ ظلم وزیادتی کرتے ہو، حقیر سمجھتے ہو، قتل وغارتگری مچاتے ہو اور بھول جاتے ہو کہ یہ سب تم کس کی زمین پر کر رہے ہو؟ کس کے ساتھ کر رہے ہو؟ تمہارے لیے یہ اجنبی حیوان بے جان، بے زبان، انجان، بے نان اور بے سروسامان ہوسکتے ہیں مگر جس نے ان کو وجود بخشا ہے، پیدا فرمایا ہے، پالنہار ہے اور جس نے اس باغ عالم کو اس ڈھب سے سجایا ہے، وہ اپنی خلقت جو حکمت وتدبیر سے پر ہے، محبت فرماتا ہے، وہ اس میں فساد وبگاڑ ادنیٰ بھی پسند نہیں فرماتا ہے۔ اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ تم کتنی بڑی ناراضگی مول لے رہے ہو؟ کس کو اپنا خصم بنا رہے ہو؟ کس کے قبضے وقدرت اور حکومت میں دخل اندازی ہی نہیں دست درازی کر رہے ہو؟ اور کس کو ناراض اور کس کے بندوں کو تاراج کرنے کو تم نے وطیرہ بنالیا ہے؟ ذرا غور کرو اپنے ان کرتوتوں پر، ورنہ ایک دن یعنی بدلے والے دن مالک یوم الدین، مالک حقیقی اور متصرف اصلی کا علم تو ہونا ہی ہے۔ اور پھر اس وقت تم ہائے وائے کے علاوہ کچھ کر نہ سکو گے۔ تمہارا یہ عارضی وآزمائشی اختیار چھین لیا جائے گا۔

اس لیے یہ منشور وبیان واعلان کان کھول کر سن لو کہ انسان، حیوان، جنات، جمادات ونباتات اور ساری مخلوقات کا مالک وخالق صرف اور صرف اللہ جل شانہ ہے۔ تمہارا تصرف اس کی مرضی کے بغیر ظلم ہے، عدوان ہے۔ افسوس کہ تم اپنے ہی ہم جنس اور اپنے جیسے انسانوں اور بھائیوں سے عداوت رکھتے ہو، اپنی نفرت وحیوانیت کا شکار بناتے ہو تو دیگر مخلوقات کے ساتھ کیا کچھ کرتے ہوگے۔ ’’فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ‘‘۔ (لقمان: ۳۳) ’’تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔‘‘

غور کرو کہ تمہاری چیرہ دستیوں سے خود تمہارا دامن (انسانیت) محفوظ نہیں تو بھلا بتاؤ کہ جنگل کے حیوان اور درندے بھی اپنے جیسے درندوں، چرندوں، پرندوں اور حیوانات، سباع ووحوش کے ساتھ ایسا نہیں کرتے۔ پھر بتاؤ کہ تم نے اپنے خالق ومالک اور اللہ جل شانہ کو کیا بھلایا کہ ساری مخلوق کے لئے ظالم محض بن گئے۔ اس لیے اس اعلان قرآنی وایمانی کو پڑھو اور اس پر ایمان لاؤ۔ ساری انسانیت ہی نہیں بلکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، سب اس کے بندے ہیں اور اس کی حکمت وکاریگری کے مظاہر اور حسن وزینت ہیں اور

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن

ان پھولوں کی نزاکت اور اس کی پنکھڑیوں کی لہلہاہٹ دیکھتے ہو تو مچلنے لگتے ہو اور چاہو تو ان کو سکنڈوں میں مسل ڈالتے ہو اور بسا اوقات تمہاری عاقبت نااندیشیوں کے صلہ میں وہ مرجھا اور سوکھ بھی جاتے ہیں مگر تم نے کبھی اس بے جان اور حقیر شئی کے اس جوہر کا مشاہدہ اور ملاحظہ کیا اور اس پر تدبر کیا کہ وہ کتنے سخت تنوں اور کتنے زہریلے ونوکدار جھاڑ وخار کے درمیان رہ کر مسکراتے اور مسکان بکھیرتے ہیں اور کانٹوں سے بھی نباہ بلکہ رفاقت ومصاحبت کیے جا رہے ہیں۔ خود ان مسموم اور نوکیلے کانٹوں اور خارزاروں کو کیوں نہیں دیکھتے کہ وہ ان نازک کلیوں کو مسلتے اور مسموم کرکے برباد نہیں کرتے، ان کو اپنے تن بدن سے جدا نہیں کرتے کہ یہ حقیر ہیں، کمزور ہیں بلکہ ان کی نزاکت ونزارت کی صیانت و حفاظت کرتے ہیں کہ وہ بے خوف وخطر پروان چڑھتے ہیں، کھلتے ہیں اور اپنی پنکھڑیوں کو مچلنے اور خوشبو بکھیرنے کا سنہری موقع عنایت فرماتے ہیں اور باور کراتے ہیں کہ ہمارا زہرناک ہونا اور تیز دھار وطاقتور ہونا چمن کے تمام ہی

لاغر ونحیف ونزار اور نازک و نارمل اور بے یار و مددگار زھار وردات پھلوں اور پھولوں کے لیے ہے جس سے ساری دنیا کے مسام جان معطر اور قلوب واذھان تر و تازہ اور جسم وجان توانا اور تندرست ہوتے ہیں اور ہم جیسے کانٹوں، جھاڑوں اور خارزاروں کا وجود بھی دنیا اسی طرح برداشت کرتی ہے بلکہ لائق توجہ و عنایت، دیکھ ریکھ اور رعایت ونگہداشت کے قابل سمجھتی ہے۔ آہ! کتا جیسا نجس جانور قصور و محلات کا محافظ وسنتری ومحسن ومحبوب قرار دیا جاتا ہے جب وہ سدھا دیا جاتا ہے وہ رکھوالا بن جاتا ہے اور انسان جیسا شرف وسعادت کا پتلا جب جیب کترا، چور واچکا اور ڈاکو و رہزن بن جاتا ہے تو انسان اس سے وحشت و دہشت کھاتا ہے اور وہ دردرائے جانے والے جانوروں کی طرح دردرایا ہی نہیں جاتا بلکہ قید وبند کرکے ذلیل وخوار کیا جاتا ہے۔ آہ! آج کا انسان اپنی انسانیت، مانوتا اور آدمیت کے جوہر سے جدا ہوکر کیا کیا نہیں ہوگیا ہے اور پھاڑ کھانے والے جانوروں اور حیوانوں سے بھی بدتر ہوتا جارہا ہے۔ بقول مسلم:

گرچہ سب مخلوق میں انسان بہتر ہے مگر
حق سے روگرداں ہوا تو سب سے بدتر ہوگیا

پھر قرآن کا یہ بیان سنو جس میں وہ اعلان کرتا ہے، اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا پالنہار و پروردگار ہے، اسی رب نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی سے ان کی جوڑی بنائی اور انہی دونوں سے مرد وعورت کو روئے زمین پر پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے محتاج ہوکر مانگتے ہو اور رشتوں کی دہائی دیتے ہو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر حرکت، نیت اور عمل وکردار پر رقیب ہیں۔ ''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا'' (النساء:۱) ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

یہ اعلان عام بھی سنو اور سر دھنو۔ یہ بھی بیان واعلان اسلام ورسالت ہے۔ ''یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰئکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ'' (الحجرات:۱۳) ''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ دانا اور باخبر ہے۔''

اس بیان کا ایک اور زاویہ سے اعلان ہوتا ہے۔ ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا'' (آل عمران:۱۰۳) ''اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے۔''

تم ایک تھے تو تم کو ایک ہی رہنا ہے۔ تم متحد و ہم نسب و ہم جنس اور ہم وطن ہو اس لیے تمہیں اپنی صفوں میں دراڑ نہیں پیدا ہونے دینا چاہئے۔ فرقوں اور ٹکڑوں میں مت بٹو اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جسے اس نے تم پر خصوصی طور پر نچھاور کیا۔ تم اپنی صوابدید اور فائدہ اور برتری و بہتری کے زعم میں ایک دوسرے کے دشمن جانی بن گئے تھے تو اس اللہ نے تم پر رحم کھا کر تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ بلکہ تم ہلاکت اور جہنم کے گڈھے میں گرا چاہتے تھے اس کے کنارے لگ چکے تھے تو اللہ نے اسی خاص رحمت وعنایت سے تمہیں بچالیا۔

یہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی تھی کہ تمہاری برادری بٹ چکی تھی، تم پارہ پارہ ہوکر مختلف دھرموں اور مذہبوں میں تقسیم ہوچکے تھے۔ تمہیں قبائل وعشائر اور افخاذ وبطون میں بانٹ دیا گیا تھا، اس بٹوارے نے تمہارے اندر دوریاں پیدا کردی تھیں اور تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے تھے۔ دین کے نام پر تم نے اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈال رکھی تھیں، شریعت کے نام پر تم نے اپنے اوپر طرح طرح کے بوجھ ڈال رکھے تھے۔ اب اعلان ہوا کہ آج سے تمہیں ان تمام جکڑ بندیوں سے آزاد کیا جارہا ہے۔ ہر طرح کے بوجھ سے تمہیں چھٹکارا حاصل ہورہا ہے۔ تم نے الگ الگ زاویے بنا لیے تھے اور تم ایک خاص حصار میں محصور

تھے۔ شخصیات کے نام پر تم نے تعصّبات کو جنم دے لیا تھا اور ان اہم شخصیات کا بٹوارہ کر کے ایک دوسرے کو قتل بھی کرتے تھے اور ایک دوسرے کی توہین اور تکذیب وتکفیر کی سنت زندہ کر رکھی تھی اور اس کی درانتی سے سب کو ذبح کر رہے تھے۔ اب تمہارا دین ایک، تمہارا رسول ایک، تمہاری کتاب ایک، تمہارا قبلہ ایک، تمہاری شریعت سراپا رحمت اور وحدت کا علمبردار۔ ایک دین تمام ادیان کا جامع اور اصل۔ دین اسلام جو سارے نبیوں اور رسولوں کا تھا، رسول رحمۃ للعالمین اور امام المرسلین جو تمام رسولوں اور انبیاء میں تفریق وتکذیب کے لیے نہیں بلکہ سب کی تصدیق وتکریم کے لیے ہیں۔ یہ کتاب تمام سماوی کتابوں کی تائید وتصدیق کرنے والی زبردست کتاب ام الکتاب ہے۔ اور روئے زمین کا سب سے پہلا عظیم گھر سب کا قبلہ ہے اور قبلہ اول بھی سب کے کامل احترام و تقدس کا مرکز ہے۔ یہ اعلان عام کہ اب کوئی بھید بھاؤ نہیں، نہ کالے کا نہ گورے کا، نہ عربی کا نہ عجمی کا، نہ رنگ ونسل کا، نہ زر وزمین وجغرافیہ کا، سب بھائی بھائی، ایک ہی آدم کی سب اولاد، کوئی وجہ امتیاز وتفوق اور برتری نہیں ’’بجز تقوی شعاری اور ایمانداری‘‘ کے جو سب سے زیادہ اللہ کا فرماں بردار اور متقی وپرہیزگار ہوگا وہی معزز ومکرم قرار دیا جائے گا۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات: ۱۳) ’’اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

**ولا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لابیض علی اسود ولا لاسود علی ابیض الا بالتقوی، الناس من آدم وآدم من تراب** (الدرر السنیۃ) ’’کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر اور نہ کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت ہے مگر تقویٰ وپرہیزگاری کی بنیاد پر، لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں۔‘‘ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا (سورہ اسراء: ۷۰) ’’یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی وتری کی سواریاں دیں اور انھیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سے مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔‘‘

اسلام نے جس طرح تمام انسانوں کو ایک جان سے پیدا ہونے کی بات بتا کر انسانی مساوات، باہمی تعلقات اور اخوت انسانی کا نہ ختم ہونے والا درس دیا ہے وہیں اس اعلان وبیان کے ذریعہ انسان کی کرامت، شرافت، معزز اور محترم ہونے، ہر طرح کے بھید بھاؤ واونچ نیچ کو ختم کرنے، اس کے عزت وناموس اور مقام ومرتبہ کو اجاگر اور بلند کرنے پر مہر ثبت کر دیا، انسان کی تکریم وعظمت پر اس سے بڑا بیان واعلان نہیں دیا جا سکتا اور نہ اس طرح کی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احترام انسانیت اور حقوق انسانیت پر مشتمل جو خطبہ دیا ہے وہ پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے اور تمام انسانوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ پوری دنیا کی خیر وبھلائی اسی میں ہے کہ ہم انسان ایک دوسرے کی عزت وناموس اور حقوق کا خیال رکھیں اور کسی کی تحقیر وحق تلفی کرنے اور ظلم وزیادتی سے باز رہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ’’جس طرح تم آج یعنی حج کے دن کی، حج کے مہینے کی، شہر مقدس (مکہ مکرمہ) کی حرمت کرتے ہو اسی طرح سے تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے۔ اچھی طرح سے سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل رہا ہوں۔ خاص طور سے زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم کو تو بالکل مٹا رہا ہوں، میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں۔ جاہلیت کی سود خوری کا طریقہ بھی مٹا رہا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن مطلب کا سود چھوڑتا ہوں۔ اے اللہ تو گواہ رہنا، اے اللہ تو گواہ رہنا میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔ (ابوداؤد)

اسی طرح نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق نسواں اور کمزوروں کے تحفظ اور ان کے معاملات میں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کی۔ حقوق نسواں کے تعلق سے آج پوری دنیا میں چرچا ہے اور مختلف ناحیوں سے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کی بات ہو رہی ہے۔ آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع اور دیگر موقع پر عورتوں کے بارے میں جو تلقین اور تعلیمات دی ہیں اگر ان پر صحیح طور پر عمل کر لیا جائے تو عورتوں کے

مسائل کو بخوبی حل کیا جاسکتا ہے۔ ترقی یافتہ دنیا اور مشرقی دنیا نے اب تک جتنے چارٹر و منشور اور علانیہ و بیانیہ جاری کئے ہیں اور حقوق انسانی ونسوانی کے جتنے علمبردار اٹھتے رہے ہیں وہ سب اس کا بدل پیش کرنے سے قاصر رہے ہے اور جو کچھ بھی کاغذی سطح پر ہی سہی کارنامے انجام دیئے۔ وہ اسی کا چربہ ہے اور رہی اس پر عملی نمونے کی بات تو اس کو پیش کرنے سے اب تک دنیا قاصر ہے۔

قوموں کو امن، چین، انصاف اور عدل ومساوات کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتے ہوئے یہ بیان آیا کہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (المائدہ:۸) ”کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔“

عدل وانصاف کی بنیاد پر قومیں، حکومتیں اور جماعتیں قائم رہتی ہیں اور ان کے نام صفحہ تاریخ پر روشن رہتے ہیں اور دنیا ان کو دیر تک یاد رکھتی ہے، ان کی نیک نامی کے چرچے اپنے اور پرائے کرتے رہتے ہیں۔ اسلام کا پیام امن وسلام اور عدل وانصاف اس باب میں سب سے روشن رہا ہے کہ دشمن جانی کے ساتھ بھی ادنی ناانصافی اسے برداشت نہیں رہی۔ اس کے حکمرانوں کی عدل گستری کی مثال مہاتما گاندھی جیسی عظیم ہندو شخصیت بھی دیتی ہے وہ خود اہنسا اور عدل قائم کرنے کے لئے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بطور مثال پیش کیا کرتے تھے اور ان کی آرزو تھی کہ اپنے آزاد ہندوستان کے لئے وہ ان کو آئیڈیل اور نمونہ بنائیں گے۔ نوشیرواں بادشاہ فارس کا ایک غیر مسلم فرماں روا تھا لیکن اس کی رعایا پروری اور عدل گستری کی وجہ سے اچھے لفظوں سے یاد کیا جاتا ہے۔

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیرواں نمرد کہ نام نیکو گذاشت

اقضیہ الرسول از امام ابن طلاع مالکی میں اقضیہ خلفاء راشدین کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز اور خلفاء اسلام صحابہ کرام اور قضاۃ اسلام کے بے شمار واقعات وحکایات ملیں گی جو ان کی حکومتوں کی پائیداری اور استحکام اور پھیلاؤ اور ٹھہراؤ کا پتہ دیتی ہیں۔ قاضی شریح اور دیگر ائمہ ہدی کے فیصلے نظام عدل وانصاف میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

☆☆☆

# شرائط حصول تصدیق نامہ

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’ جریدہ ترجمان‘‘ (اُردو)، ماہنامہ ’’اصلاح سماج‘‘ (ہندی)، نیز ماہنامہ ’’دی سمپل ٹروتھ‘‘ (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

**نوٹ:** جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

**دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند**

# وجود الٰہی کے چند دلائل

مولانا عبید اللہ الباقی اسلم

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خالق، مالک رازق، اور مدبر کائنات ہے، جس کے وجود پرانسان کے نفس سے لے کر دنیا کا ذرہ ذرہ دلالت کرتا ہے، ذیل میں درج وجود الٰہی کے چند دلائل سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

ا۔دلیل خلق وایجاد: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ" (الانعام:۱۰۲) "یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، (اور وہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا (ہے) تو اسی کی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز کا نگراں ہے۔"

چنانچہ جو لوگ وجود الٰہی ، یا اس کی خالقیت کا انکار کرتے ہیں، ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ (الطّور:۳۵) "کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں، یا یہ خود کو پیدا کرنے والے ہیں۔"

اس اعتبار سے یہ تین حال سے خالی نہیں ہے:

ا۔انہیں عدم نے پیدا کیا ہے، جو محال ہے۔

ب۔انہوں نے خود کو پیدا کیا ہے، یہ بھی محال ہے۔

ج۔انہیں کسی نے پیدا کیا ہے، اور یقیناً وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات مقدسہ ہے۔

لہٰذا دنیا اور اس میں پائی جانے والی تمام مخلوقات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کوئی تو ہے جو انہیں پیدا کرنے والا ہے، اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اکیلا ہر قسم کی عبادتوں کا مستحق ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فانهم لم يخلقوا نفوسهم ولم يخلقوا السموات والأرض وأن الواحد القهار الذى لا اله غيره ولا رب سواه هو الذى خلقهم وخلق السموات والأرض فهو المتفرد يخلق المسكن والساكن... (الصواعق المرسلة ٢/٤٩٢) "انہوں نے خود کو پیدا کیا، اور نہ ہی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ (ذات) جو تنہا غالب ہے، جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے سوا کوئی پروردگار ہے اسی نے ان کو جود میں لایا ہے، اور آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے، اور وہی مسکن (دنیا) وساکن (بسنے والے) کو پیدا کرنے میں متفرد ہے۔

۲۔دلیل ملکیت عامہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ المومنون:۸۸) "کہہ دیں کہ (اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ) وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا ہے۔"

جب اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے تو وہی پوری کائنات کا مالک بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" (سورہ آل عمران:۱۸۹) "اور آسمانوں اور زمین کی ملکیت صرف اللہ کی ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

چنانچہ اس کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا ہے، جیسا کہ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فما شاء كان، وما لم يشأ لم يكن، ولا تتحرك ذرة الا باذنه، ولا يجرى حادث الا بمشيئته، ولا تسقط ورقة الا بعلمه، ولا يعزب عن مثقال ذرة فى السموات والأرض ولا أصغر ذلك ولا أكبر الا أحصاها علمه، وأحاطت قدرته، ونفذت بها مشيئته، واقتضتها حكمته، فهذا جمع توحيد الربوبية "پس اس نے جو چاہا ہوا، اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا، اور اس کے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی نہیں حرکت کر سکتا ہے، اور نہ اس کی مشیئت کے بغیر کوئی حادثہ واقع ہوتا ہے، اور نہ اس کے علم کے بغیر کوئی پتہ (بھی) گر سکتا ہے، اور آسمان وزمین کا چھوٹا یا بڑا کوئی بھی ذرہ اس کے علم سے باہر نہیں ہے، اور اس کی قدرت نے اسے گھیر رکھا ہے، اور اسی سے اس کی مشیت نافذ ہوتی ہے، اور جسے اس کی حکمت تقاضا کرتی ہے، تو یقیناً یہی توحید ربوبیت کی جامع (دلیل) ہے۔" (مدارج السالکین (۳/۴۷۱)

۳۔دلیل ربوبیت عامہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ الفاتحہ:۲) "ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے جو پوری کائنات کا پروردگار ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مؤمن، کافر اور فاسق وفاجر سب کو پیدا فرمایا ان کے لئے رزق مقدر کیا، انہیں نفع بخش چیزوں کی طرف رہنمائی کی اور ضرر ونقصان دہ چیزوں سے آگاہ بھی فرمایا (دیکھیں: تفسیر السعدی ص:۹۴۵)

اور یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی اس ربوبیت عامہ کا اقرار کرتے ہیں۔

امام سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ليس في الأرض أحد من ولد آدم الا وهو يعرف أن ربه الله روئے زمین میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی ایسا نہیں جو یہ نہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے۔'' (تفسیر طبری:۶/۱۱۶)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أهل الفطر كلهم متفقون على الاقرار بالصانع (الفتاوی الکبری ۶/۳۶۸) ''فطرت (سلیم) والے سب کے سب صانع (رب کی ربوبیت) کے اقرار پر متفق ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: ان الاقرار بالخالق وكماله يكون فطريا ضروريا في حق من سلمت فطرته (مجموع الفتاوى ٦/٧٣) ''بے شک خالق اور اس کے کمال کا اقرار ان تمام لوگوں کے حق میں فطری وضروری (امر) ہے جن کی فطرت سلیم ہو''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: فعلم أن أصل الاقرار بالصانع والاعتراف به مستقر في قلوب جميع الانس والجن وأنه من لوازم خلقه، ضروري فيهم (درء تعارض العقل والنقل ٨/٤٨٢)

''تو معلوم ہوا کہ صانع (رب کے وجود، اور اس کی ربوبیت) کا اقرار کرنے اور اس کا اعتراف کرنے کی اصل تمام انسان وجن کے دلوں میں مستقر ہے، اور یقیناً یہ اس کی تخلیق کے لوازم میں سے ہے، (جو) ان میں (ایک) ضروری (امر ہے)۔

۴۔دلیل تدبیر کائنات: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (سورہ یونس:۳۱) ''اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے، تو ضرور یہ کہتے ہیں کہ اللہ لہٰذا (ان سے) کہہ دیں کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟''

دنیا میں پائی جانے والی مخلوقات کے لئے خالق کا پایا جانا ضروری ہے، بغیر خالق کے ان کا وجود میں آنا امر محال ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ (سورہ الطور:۳۵) ''کیا وہ خود سے پیدا ہوگئے یا خود کو پیدا کرنے والے ہیں؟

اور ان مخلوقات کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مدبر ہو، جو ان کے معاملات میں تدبیر کرے، رب کا یہ فرمان اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے: اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ (سورہ ملك:۲۱) ''بھلا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق بند کردے! کچھ نہیں بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں اڑے ہوئے ہیں۔''

اور مذکورہ دونوں اسباب (بقاء وجود اور تدبیر امر) کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی آیت میں ذکر فرمایا ہے: اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ''بھلا کون پہلی بار خلقت کو پیدا کرتا ہے، پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے، اور تم کو آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے؟ (سورۃ النمل:۶۴)

أمن يبدأ الخلق کہہ کر پہلی وجہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ہر مخلوق خالق کا محتاج ہے، جبکہ ومن يرزقكم سے یہ واضح فرمایا ہے کہ ہر مخلوق مدبر کا محتاج ہے اور یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہے۔ (دیکھیں: الربوبية للدكتور أبي سيف الجهني ص:۳۶-۵۶)

ابن ابی العز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وانتظام أمر العالم كله واحكام أمره، من أدل دليل على أن مدبره اله واحد، وملك واحد، ورب واحد، لا اله للخلق غيره، ولا رب لهم سواه ''اور پوری دنیا کا انتظام وانصرام اور اس کے امر محکم سب سے واضح وبین دلیل ہیں کہ اس کا مدبر ایک ہی معبود ہے، اور ایک مالک ہے، اور ایک پروردگار ہے، اور اس کے علاوہ مخلوقات کا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے سوا کوئی ان کا پروردگار ہے۔'' (شرح العقیدۃ الطحاویہ ۱/۳۸)

۵۔دلیل آفاق: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (سورہ فصلت:۵۳) ''ہم عنقریب ان کو اطراف (عالم) میں اور خود ان کی ذات میں (بھی) اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان کے لئے ظاہر ہو جائے گا کہ (قرآن) حق ہے، کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز سے خبردار ہے۔''

عطاء اور ابن زید رحمہما اللہ فرماتے ہیں: (في الآفاق) يعني أقطار السماء والأرض من الشمس والقمر والنجوم والنبات والأشجار والأنهار.

(وفي أنفسهم) من لطيف الصنعة وبديع الحكمة، حتى يتبين لهم أنه الحق (تفسير البغوي ۴/۱۳۷) ''(اطراف عالم میں) یعنی: آسمان وزمین کے چاروں اطراف سورج، چاند، ستارے، نباتات، درخت اور نہریں ہیں (یہ سب اللہ کی ایسی نشانیاں ہیں جو اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔''

(اور ان کے نفس میں) یعنی (ان کے اندر جو) باریک بناوٹ، اور بے مثال حکمت (موجود) ہے (اگر ان ہی پر یہ غور کرلیں) تو ان کے لئے یہ واضح ہو جائے گا کہ وہی برحق ہے۔''

کائنات کے چاروں اطراف پھیلی ہوئی رب کی یہ مختلف نشانیاں: آسمان

وزمین، شجروحجر، بروبحر، شمس وقمر، پہاڑ اور خود انسانوں کا وجود یہ سب آیات کونیہ اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ ایک معمولی سی عمارت خود بخود وجود میں نہیں آسکتی ہے تو بھلا کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ ساری مخلوقات خود بخود وجود میں آگئی ہوں؟

علامہ ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کیا انسان کا وجدان یہ باور کرسکتا ہے کہ نظام ربوبیت کا یہ پورا کارخانہ خود بخود وجود میں آجائے، اور کوئی زندگی، اور کوئی ارادہ، کوئی حکمت اس کے اندر کارفرمانہ ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کارخانۂ ہستی کی ہر چیز میں ایک بولتی ہوئی پروردگاری اور ابھری ہوئی کارسازی موجود ہو، مگر کوئی پروردگار، کوئی کارساز موجود نہ ہو؟

پروردگاری موجود ہے مگر پروردگار موجود نہیں، کارسازی موجود ہے مگر کوئی کارساز موجود نہیں، انسان کی فطرت کبھی یہ باور نہیں کرسکتی ہے۔(ترجمان القرآن ۱/۸۶)

۶۔ دلیل نفس: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ”اور خود تمہارے وجود میں (ایسی نشانیاں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں؟“ (سورہ الذاریات:۲۱)

انسانی وجود کے اندر ایسی بے شمار نشانیاں موجود ہیں جو اللہ عزوجل کے وجود پر دلالت کرتی ہیں لہٰذا اگر کوئی شخص صرف اپنے ہی جسمانی نظام پر غور کرلے تو وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل ہوجائے گا۔

جیسا کہ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وفی أنفسكم أيضا أيها الناس آيات وعبر تدلكم على وحدانية صانعكم، وأنه لا اله لكم سواه، اذ كان لاشئی يقدر على أن يخلق مثل خلقه اياكم (أفلا تبصرون) يقول: أفلا تنظرون فی ذلك فتتفكروا فيه، فتعلموا حقيقة وحدانية خالقكم ”اور تمہارے نفس میں بھی اے لوگو! ایسی نشانیاں اور عبرت (کی چیزیں موجود) ہیں جو تمہیں تمہارے خالق کی وحدانیت پر رہنمائی کرتی ہیں، اور یہ کہ اس کے سوا تمہارا کوئی سچا معبود نہیں ہے کیونکہ کوئی ایسی شئی نہیں جو اس بات پر قدرت رکھے کہ وہ اسی طرح (کسی کو) وجود میں لائے جس طرح اس (اللہ) نے تمہیں وجود میں لایا ہے۔(تفسیر الطبری ۲۲/۴۲۰)

لہٰذا انسان کے لئے حقیقت شناسی کی راہ یہی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی عقل وبصیرت سے کام لے، اور اپنے وجود کے اندر اور اپنے وجود کے باہر جو کچھ محسوس کرسکتا ہے، اس میں تدبر وتفکر کرے تو وہ اسی نتیجے تک پہنچے گا کہ اس کارخانۂ ہستی کا کوئی پروردگار ہے جس کی تدبیر سے یہ نظام ربوبیت قائم ہے، اور یقیناً وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات مقدسہ ہے۔(ترجمان القرآن ۱/۸۲)

☆☆☆

# نظم

ازقلم: سالک بستوی

چاروں جانب ضوفگن ہے یہ جریدہ ترجمان
زینت بزم سخن ہے یہ جریدہ ترجمان
دین حق کی ترجمانی کر رہا ہے روز و شب
راہ حق پر گامزن ہے یہ جریدہ ترجمان
کرتے ہیں اس کی ادارت اک ادیب ذی وقار
چلتی پھرتی انجمن ہے یہ جریدہ ترجمان
مسلکِ اسلاف کے یہ خواب کی تعبیر ہے
ارمغانِ علم و فن ہے یہ جریدہ ترجمان
ترجمان ملت بیضا حقیقت کا امیں
بانٹتا چین و امن ہے یہ جریدہ ترجمان
خار زار شرک و بدعت میں کھلا دیتا ہے پھول
لہلہاتا اک چمن ہے یہ جریدہ ترجمان
تشنگانِ علم و دانش کا ہے سرچشمہ یہی
نو دمیدہ بانکپن ہے یہ جریدہ ترجمان
سب کو پیغامِ محبت دے رہا ہے رات دن
ابتہاجِ جان و تن ہے یہ جریدہ ترجمان
یہ دیا ایسا ہے سالکؔ جو کبھی بجھتا نہیں
ظلمتوں میں اک کرن ہے یہ جریدہ ترجمان

# جان کے بدلے جان؟

مولانا اسعد اعظمی/بنارس

عامۃ الناس میں دین اور مذہب کے نام پر بسا اوقات ایسے عقائد واعمال رائج ہوتے ہیں جو یا تو کلی طور پر دین اور شریعت کی منشا کے خلاف ہوتے ہیں یا شریعت ہی کی کسی تعلیم کی بگڑی ہوئی شکل ہوتے ہیں، لیکن بہر دو صورت ایک بڑا طبقہ اس پر عامل اور کاربند ہوتا ہے۔

مؤخر الذکر نوعیت کے اعمال میں سے ایک عمل جس کے بارے میں بعض لوگ استفسار کرتے رہتے ہیں اور اکثریت کسی استفسار کے بغیر اس پر عامل رہتی ہے وہ یہ کہ کسی مریض کی شفا کے لیے یا کسی مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے کے لیے جانور ذبح کیا جائے اور اسے غرباء ومساکین میں تقسیم کردیا جائے۔

شرعی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اہل علم کا یہ کہنا ہے کہ اس طرح کے مواقع پر عام صدقہ وخیرات کی گنجائش ہے، صدقہ کی نیت سے جانور ذبح کرکے تقسیم کرنا اس کی ایک شکل ہے، لیکن اسی پر عمل کرنا اور صدقہ کی دوسری شکلوں کو نظر انداز کرنا درست نہیں۔

البتہ اس مقام پر یہ بات واضح رہے کہ عوام میں ''جان کے بدلے جان'' کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔ یعنی کوئی قریب الموت شخص ہے لیکن کافی وقت سے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے، تو ایسے شخص کی طرف سے جانور ذبح کردیا جائے تو اس کی روح بآسانی نکل جائے گی، یا اس جان کے قربان کرنے سے مریض کی جان بچ جائے گی۔ ایسا عقیدہ سراسر باطل ہے اور اس عقیدہ کے ساتھ جانور ذبح کرنا بلا شبہ ناجائز ہے۔

شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''تندرست یا بیمار کی طرف سے زندہ جانور یا اس کو ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کرنا جائز ہے، مگر بیمار کی طرف سے صدقہ کرنے میں بعض غلط رسمیں اور خیالات رائج ہوگئے ہیں، مثلاً یہ خیال کہ ''جان کا بدلہ جان'' یعنی یہ جانور بیمار آدمی کی جان کا بدل اور بچاؤ بن جاتا ہے، یا یہ طریقہ کہ بکرے کو بیمار کے بدن سے مس کراکر ذبح کرنا، یا اس کے خون کو مریض کے کمرے کی چوکھٹ پر ٹپکانا وغیرہ۔ ان رسموں کی وجہ سے بہتر یہ ہے کہ زندہ جانور یا اس کا گوشت تقسیم کرنے کے بجائے روپے پیسے تقسیم کردیا جائے، واللہ اعلم۔'' (مکاتیب شیخ رحمانی بنام مولانا محمد امین اثری، ص:۵۴)

فتاویٰ ثنائیہ (از مولانا ثناء اللہ امرتسری) سے ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ ہو:

سوال: اگر کوئی سخت بیمار ہوجاتا ہے تو اس کی صحت کے لیے یہ خیال کرکے کہ جان کے بدلے میں ایک جان صدقہ کرنا چاہیے، چناں چہ ایک بکرا یا بھیڑ ذبح کرکے غرباء کو تقسیم کردیا کرتے ہیں، ایسا فعل شرعاً جائز ہوسکتا ہے؟ (ایک خریدار (مجلّہ) اہل حدیث)

جواب: جان کے بدلے جان دینی بدعت سیئہ ہے، بلکہ قریب کفر ہے، جس جان کا وقت آتا ہے وہی جاتی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ:۱/۱۵۸-۱۵۹)

واضح رہے کہ علمائے اہل حدیث کے علاوہ علمائے احناف کا بھی اس مسئلے میں یہی موقف ہے، چناں چہ مفتی کفایت اللہ لکھتے ہیں:

''زندہ جانور صدقہ کردینا بہتر ہے، شفائے مریض کی غرض سے ذبح کرنا اگر محض لوجہ اللہ (رضائے الٰہی کے لیے) ہو تو مباح ہے، لیکن اصل مقصد بالاراقہ (خون بہانے سے) صدقہ ہونا چاہیے نہ کہ فدیہ جان بجان۔'' (کفایۃ المفتی:۸/۲۵۲)

مفتی رشید احمد ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''آفات اور بیماری سے حفاظت کے لیے صدقہ وخیرات کی ترغیب آئی ہے مگر عوام کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہوگیا ہے کہ کسی جانور کا ذبح کرنا ہی ضروری ہے، جان کو جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے۔ اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو تو بھی اس میں اس عقیدے اور بدعت کی تائید ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ اور کسی قسم کا صدقہ وخیرات کردے۔ شریعت میں قربانی اور عقیقہ کے سوا اور کہیں بھی جانور کا ذبح کرنا ثابت نہیں ہے۔ یہ غلط عقیدہ اچھے اچھے دین دار لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح پر خاص توجہ دیں اور مدارس دینیہ میں اس قسم کے جو بکرے دیے جاتے ہیں ان کو ہرگز قبول نہ کریں، علماء کی چشم پوشی اور ایسے بکروں کو قبول کرلینے سے اس گمراہی کی تائید ہوتی ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔'' (احسن الفتاویٰ:۱/۳۶۷)

راقم کے سامنے بھی اس طرح کے سوالات آتے رہتے ہیں۔ ابھی کچھ دنوں پہلے ایک دوست نے بتایا کہ اکثر لوگ میرے پاس آتے ہیں اور پیسہ دے جاتے ہیں کہ جانور ذبح کرکے غریبوں میں تقسیم کردیں کہ ان کا کوئی عزیز بیمار ہے۔ چوں کہ اس دوست کا تعلق شہر میں واقع ایک یتیم خانے سے تھا اس لیے وہ یتیموں کے لیے جانور ذبح کروادیا کرتے تھے۔ البتہ انھوں نے بھی اس عمل کے پیچھے اسی ''جان کے بدلے جان'' والے عقیدہ کا ذکر کیا۔ میں نے اس کی تردید کی اور مسئلہ کی وضاحت کی۔

اہل علم نے ایسے مواقع پر عام صدقہ وخیرات کی جو بات کہی ہے اس سلسلے میں ان کا استدلال ان احادیث نبویہ سے ہے جن میں صدقہ وخیرات کو گناہوں کے مٹانے کا سبب قرار دیا گیا ہے یا صدقہ وخیرات کو اللہ کی ناراضگی دور کرنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ چناں چہ اس سلسلے کی ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ" (سنن ترمذی: ۶۱۴، ۲۶۱۶، سنن ابن ماجہ: ۳۹۷۳، صححہ الالبانی)

صدقہ گناہ کو ویسے ہی ختم کردیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

"إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ" (سنن ترمذی: ۶۶۴، علامہ البانی نے اس کے پہلے جزء کو صحیح کہا ہے)

صدقہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

"صدقة السر تطفئ غضب الرب" (صحیح الجامع: ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، سلسلہ صحیحہ: ۱۹۰۸)

خاموشی سے کیا جانے والا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔

ایک اور حدیث ہے جو اس تعلق سے بہت صریح اور واضح ہے لیکن اس کی صحت کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے، حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

"دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ" (صحیح الجامع: ۳۳۵۸، حسن)

علامہ البانیؒ نے بعض مقامات پر اس حدیث کو حسن اور بعض مقامات پر حسن لغیرہ لکھا ہے، لیکن بعض علماء اسے ضعیف گردانتے ہیں۔

سعودی فتویٰ کمیٹی سے حدیث مذکور کے حوالے سے مریض کے لیے ذبیحہ سے متعلق سوال کیا گیا تو کمیٹی نے جواب دیا کہ "مذکورہ حدیث صحیح نہیں ہے، البتہ تقرب الی اللہ کی نیت سے اور شفا کی امید میں مریض کی طرف سے صدقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ صدقہ کی فضیلت پر جو دلیلیں ہیں وہ عام ہیں، اور صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔" (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: ۴۴۱/۲۴)

شیخ ابن جبرین فرماتے ہیں: "صدقہ مفید اور نفع بخش علاج ہے جس سے مرض سے شفا حاصل ہوتی ہے اور بیماری میں تخفیف ہوتی ہے، اس کی تائید نبی ﷺ کے اس قول سے ہوتی ہے: "الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ" (احمد: ۳۹۹/۳) ہوسکتا ہے کہ مریض کے کسی گناہ کی سزا میں اس کو کوئی بیماری لاحق ہوئی ہو تو جب اس کے اہل خانہ اس کی طرف سے صدقہ کریں تو وہ گناہ دھل جائے اور مرض کا سبب زائل ہوجائے، یا یہ کہ صدقہ کی وجہ سے اس کے حق میں نیکیاں لکھی جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے دل میں نشاط پیدا ہو اور یہ چیز اس کی بیماری میں تخفیف کا سبب بنے۔" (الفتاوی الشرعیۃ فی المسائل الطبیۃ: ج/۲، سوال نمبر ۱۵)

خلاصہ یہ کہ: ۱- اس سلسلے میں "جان کے بدلے جان" والا تصور کلیۃً باطل اور خلاف اسلام ہے۔

۲- مریض کی شفا اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے کے لیے صدقہ وخیرات خالصۃً لوجہ اللہ کیا جاسکتا ہے۔ صدقہ وخیرات میں ضرورت مند کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اس کے حق میں جو زیادہ بہتر ہو اسے دیا جانا چاہیے، مثلاً نقد روپے، کھانا، اناج، دوا، کپڑا.... الخ۔

۳- ذبیحہ کی شکل میں صدقہ کرنے کی حالت میں اولاً "جان کے بدلے جان" والے عقیدے سے پرہیز کیا جائے گا۔ ثانیاً نیت صرف اللہ کے واسطے ذبح کرنے کی ہو اور اس سے مریض کی شفا کی امید رکھی جائے، ثالثاً شفا کی امید صرف اسی عمل میں محصور نہ سمجھی جائے بلکہ صدقہ وخیرات کی دیگر شکلوں پر بھی عمل کیا جائے۔

۴- عامۃ الناس میں رائج اس غلط تصور اور باطل عقیدے کے خاتمے کے لیے علماء ودعاۃ کو تمام ممکنہ وسائل کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ منقولہ فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ قدیم زمانے سے عوام میں پایا جاتا ہے اور نسل در نسل منتقل ہوتا آرہا ہے، اور اس پر بہ تسلسل عمل بھی ہو رہا ہے، جب کہ اس کا بطلان اظہر من الشمس ہے۔ واللہ ولي التوفيق۔

☆☆☆


## مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش

# نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150 قیمت: Rs.200/-Net

مولانا عبدالمنان شکراوی، دہلی

# مہنگائی کا شرعی حل

مہنگائی ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے فرد ہو یا سماج سبھی پریشان ہیں۔ کبھی کبھی اس کے قدرتی اور منطقی اسباب ہوتے ہیں۔ خام مال کے نرخ میں زیادتی اور چیزوں کی تیاری کی لاگت، اسی طرح ان کے حمل ونقل کے اخراجات بھی کبھی کبھی نرخ میں اچھال کا قدرتی سبب بنتے ہیں۔ لیکن اگر یہ اچھال غیر منطقی اور غیر قدرتی ہو تو اس کے اسباب بھی غیر منطقی اور غیر قدرتی ہوتے ہیں۔ مالدار بننے کی چاہت اور لالچ کبھی کبھی مہنگائی کا اہم سبب ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے دولتمندی اور مالداری کی حرص ولالچ سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ مالداری قوموں کے فساد وبگاڑ کا سبب پھر ان کی شکست اور زوال کا باعث بنتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت بات یہ ہے کہ اس سے دنیا میں رغبت اور آخرت سے بے رغبتی پروان چڑھتی ہے جو بہت ہی خراب رویہ ہے۔ قرآن کریم میں جہاں بھی دولتمندی ومالداری کا ذکر آیا ہے، وہ مذمت اور کفرو نافرمانی کے سبب کے طور پر آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (۱۱۶-۱۱۷:ھود) ترجمہ: ''پس کیوں نہ تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیر لوگ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے، سوائے ان چند کے جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی۔ ظالم لوگ تو اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی اور وہ گنہگار تھے۔ آپ کا رب ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کردے اور وہاں کے لوگ نیکوکار ہوں۔''

ایک اور مقام فرمایا: وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ (۳۳:المؤمنون) ترجمہ: ''اور سردار قوم نے جواب دیا، جو کفر کرتے تھے اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے انہیں دنیاوی زندگی میں خوشحال کر رکھا تھا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے، تمہاری ہی خوراک یہ بھی کھاتا ہے اور تمہارے پینے کا پانی ہی یہ بھی پیتا ہے۔''

اور فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۴-۳۶ سبا) ترجمہ: ''اور ہم نے جس بستی میں جو بھی آگاہ کرنے والا بھیجا وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ اور کہا ہم مال اولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم عذاب دیئے جائیں۔ کہہ دیجیے! کہ میرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کردیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا: عیش وعشرت کی زندگی سے پرہیز کرنا کیونکہ اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔ (احمد، بیہقی)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عیش وتنعم کی سنگینی کو محسوس کیا، خاص طور پر جبکہ فتوحات کے بعد ملک کی آمدات میں فراخی آئی، مال ودولت کی فراوانی ہوئی تو وہ ایک دوسرے کو نصیحت وخیرخواہی کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت ابوعثمان النہدی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف خط لکھ بھیجا کہ تمہارے پاس جو مال ہے وہ نہ تو تمہاری کمائی کا ہے اور نہ تمہارے ماں باپ کی کمائی کا۔ مسلمانوں کو ان کی رہائش گاہوں میں وہی کھانا پیٹ بھر کر کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔ اور تم لوگ عیش وعشرت سے اور مشرکوں کے لباس اور ریشم پہننے سے دور رہنا۔ قیامت کے دن ہر اس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (التکاثر:۸) ترجمہ: ''پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نعمتوں کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تجھے جسمانی صحت وتندرستی سے نہیں نوازا تھا اور ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ (ترمذی) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے ٹھنڈا شوربا پیش کیا اور اس پر زیتون کا تیل ڈال دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک برتن میں دو

سالن! میں اللہ سے ملنے تک اسے نہیں کھاؤں گا۔ اشعث بن قیس کہتے ہیں کہ جب انہوں نے گوشت کو زیتون کے تیل سے ملائم کرنے کو کہا تو فرمایا: کیا ایک سالن میں دو سالن؟ ہرگز نہیں۔ میں اپنے دونوں ساتھیوں سے ملا اور ان کے ساتھ رہا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں ان کی روش سے الگ روش اختیار کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے ان سے جدا ہی نہ کردے۔ اور میں ان کے ساتھ وہاں نہ رہ سکوں جہاں وہ رہیں گے یعنی جنت میں۔

منقول ہے کہ جب بصرہ کا وفد آیا جس کے ساتھ اس کے امیر حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کھانے میں سے کھانا کھلایا۔ تو آپ نے ان کے اندر ناپسندیدگی محسوس کی چنانچہ فرمایا: اے لوگو! اللہ کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے کھانے کو ناپسند کر رہے ہو۔ بلاشبہ اللہ کی قسم اگر چاہوں تو تم سے اچھا کھانا کھا سکتا ہوں۔ پھر فرمایا: لیکن میں نے اللہ جل شانہ کا فرمان سنا ہے جس میں ایسا کرنے والوں کو عار دلاتے ہوئے فرمایا: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (الاحقاف:۲۰) ترجمہ: ''تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی ہی میں برباد کردیں اور ان کا فائدہ اٹھا چکے۔''

بلکہ سلف صالحین مالداروں کے پاس بیٹھنے سے منع کرتے تھے کہ کہیں ان کی برائیاں سرایت نہ کر جائیں۔ امام مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا جن کے سامنے دولتمندوں کا ذکر ہو رہا تھا تو فرمایا: ان کے قریب ہونا فتنہ کو دعوت دینا ہے اور ان کے پاس بیٹھنا بھی فتنہ کا سبب ہے۔ قرآن وحدیث میں وارد نصوص میں مالداری سے یونہی نہیں ڈرایا گیا ہے بلکہ اس میں بڑی خرابیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ مالداری اور عیش وعشرت، دنیاوی اسباب ومتاع جمع کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس سے لڑائی جھگڑا اور اختلاف وانتشار ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: حَتّٰى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ (المؤمنون:۶۴-۶۷) ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا تو بلبلانے لگے۔ آج مت بلبلاؤ یقیناً تم ہمارے مقابلہ پر مدد نہ کیے جاؤ گے۔ میری آیتیں تو تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں پھر بھی تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے تھے۔ اکڑتے اینٹھتے افسانہ گوئی کرتے اسے چھوڑ دیتے تھے۔''

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت اکڑ اکڑ کر چلنے لگے اور بادشاہوں کی اولاد یعنی فارس و روم کے بادشاہوں کی اولاد ان کی خدمت کرنے لگے تو اس وقت ان کے برے لوگ ان کے اچھے لوگوں پر مسلط کردیے جائیں گے۔

۲۔ عیش وآسائش اور آسودہ حال زندگی، قساوت قلبی اور آخرت کو بھلا دینے کا سبب بنتی ہے۔ اسی لیے عیش وعشرت کی زندگی گزارنے والے لوگ اس امت کے بدترین لوگ ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں اقسام وانواع کے کھانوں سے غذا دی گئی۔ اور ان کے جسم خوب موٹے تازہ ہوگئے۔ (احمد)

۳۔ خوش حال امت کا زوال اور شکست دوسروں کے مقابلے میں جلد ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (الاسراء:۱۶) ترجمہ: ''اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کرلیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (کچھ) حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب کی) بات ثابت ہوجاتی ہے پھر ہم اسے تباہ وبرباد کردیتے ہیں۔''

**شریعت الٰہی میں مہنگائی کے حل:**

**۱۔ تقویٰ اور نفس کی نگرانی کی تربیت۔** جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (الاعراف:۹۶) ترجمہ: ''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔''

دوسری جگہ فرمایا: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ (المائدۃ:۶۵،۶۶) ترجمہ: ''اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کی تمام برائیاں معاف فرمادیتے اور ضرور انہیں راحت وآرام کی جنتوں میں لے جاتے۔ اور اگر یہ لوگ توراۃ اور انجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے۔ ایک جماعت تو ان میں سے درمیانہ روش کی ہے، باقی ان میں سے بہت سے لوگوں کے برے اعمال ہیں۔''

تقویٰ رزق کی کشادگی اوراس میں برکت کا سبب ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:۲) ترجمہ:''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔''

۲۔**کثرتِ استغفار اور دعا**: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح:۱۰۔۱۲) ترجمہ:''اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔''

ابن صبیح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔دوسرے شخص نے فقر وفاقہ کی شکایت کی۔تو اس سے بھی کہا کہ استغفار کرو۔ایک اور شخص نے کہا کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعا کر دیجیے تو آپ نے اس سے بھی استغفار کرنے کے لیے کہا۔ابن صبیح کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے پوچھا کہ تینوں کا سوالوں کا آپ نے ایک ہی جواب دیا ہے۔تو فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ہے بلکہ سورہ نوح میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (تفسیر قرطبی) ترجمہ:''اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔''

اس کی ایک دلیل یہ آیت کریمہ ہے:وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام:۴۲،۴۳) ترجمہ:''اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے گزر چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے،سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا،تا کہ وہ اظہار عجز کر سکیں۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ''باساء'' سے مراد فقر وتنگدستی اور''ضراء'' سے مراد بیماریاں اور تکلیفیں ہیں اور''تضرع'' سے مراد اللہ سے دعا اور اس کے سامنے گڑگڑانا ہے۔اسی طرح''عذاب آنے کے وقت وہ روئے گڑگڑائے کیوں نہیں'' کا مطلب ہے کہ جب ہم نے انہیں آزمائش میں مبتلا کیا تو انہوں نے ہمارے سامنے گریہ زاری کیوں نہ کی اور بیچارگی کا اظہار کیوں نہیں کیا؟''دلوں کی سختی'' کا مطلب ہے کہ ان کے دلوں میں رقت طاری نہ ہوئی اور خشوع وخضوع نہیں کیا۔اور شیطان کے ان کے اعمال کو مزین کرنے کا مطلب ہے کہ انہوں نے شرک کیا نافرمانی کی۔

۳۔سماجی یکجہتی اور زکوۃ وصدقات کی ادائیگی: زکوٰۃ فقیروں اور محتاجوں کی مدد ہے۔اگر ان کے اندر کام کرنے کی قدرت وطاقت ہے تو کام کی شروعات کرنے کے لیے اس سے ان کی دست گیری ہوتی ہے۔اور اگر قدرت نہیں تو ان کی معاشی مدد ہوتی ہے۔چنانچہ زکوۃ سے سماج ومعاشرہ فقر وفاقہ سے نجات پاتا ہے اور ملک کو مالی تقویت ملتی ہے جبکہ زکوٰۃ نہ ادا کی جائے تو یہ مہنگائی اور مصیبت اور اسی طرح آپسی یکجہتی نہ ہونے کے باعث سماج کے افراد کے درمیان دشمنی اور عداوت کے اسباب میں سے ہے۔زکوٰۃ کی ادائیگی سے برکت ہوتی ہے اور سماج کے درمیان آپسی محبت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جس کے پاس فالتو سواری ہو تو وہ اسے اس شخص کو دیدے جس کے پاس سواری نہیں ہے۔اور جس کے پاس فالتو زادراہ ہو، اسے دیدے جس کے پاس زادراہ نہ ہو۔(صحیح الجامع)

۴۔راضی برضاء الٰہی رہنے اور قناعت پسندی کی تربیت: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اور اللہ تعالیٰ کے تقسیم شدہ رزق پر راضی رہو،سب لوگوں سے زیادہ بے نیاز رہو گے۔''(ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ کی قسم! اے میرے بھانجے! ہم ایک دفعہ پہلی کا چاند دیکھتے پھر (اگلے مہینے) پہلی کا چاند دیکھتے،دو مہینوں میں تین دفعہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں چولہا نہ جلا ہوتا۔عروہ نے کہا: خالہ! تو آپ کی گذران کے لیے کون سی چیز ہوتی؟ فرمایا: دو کالی چیزیں، کھجور اور پانی۔(بخاری، مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور میں تم لوگوں سے ایک بات بیان کر رہا ہوں جسے یاد رکھو،کسی بندے کے مال میں صدقہ دینے سے کوئی کمی نہیں آتی،اور کسی بندے پر کسی قسم کا ظلم ہو اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے،اور اگر کوئی شخص پہننے کے لیے سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لیے فقر ومحتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔اور تم لوگوں سے ایک اور بات

بیان کررہا ہوں اسے بھی اچھی طرح یاد رکھو: یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے: ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھتا ہے۔ایسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے۔اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا، لیکن مال و دولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کے برابر اجر ملے گا، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا لیکن اسے علم سے محروم رکھا، وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا گناہ برابر ہوگا۔(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں گوشت کا پیکٹ دیکھا تو پوچھا: جابر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: گوشت کھانے کی خواہش تھی چنانچہ میں نے خرید لیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا جس چیز کی بھی تمہیں خواہش ہوتی ہے اسے خرید لیتے ہو؟ اے جابر! کیا تم اس آیت (کے مفہوم) سے ڈر نہیں لگتا؟ اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا (الاحقاف: ۲۰) ترجمہ: ''تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی ہی میں برباد کردیں اور ان کا فائدہ اٹھا چکے۔'' الآداب الشرعیۃ لابن مفلح)

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کے قریب تھے تو خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ان سے کہا: اپنی ضرورت بتائیے۔تو کہا: اللہ کی قسم مجھے شرم آتی ہے کہ میں اللہ کے گھر میں کسی اور سے سوال کروں۔جب مسجد سے نکل گئے تو کہا: اب تو آپ اللہ کے گھر سے باہر آگئے ہیں۔اب اپنی ضرورت بتائیے۔تو فرمایا: دنیاوی ضرورت پیش کروں یا اخروی؟ کہا: دنیاوی ضرورت۔حضرت سالم نے فرمایا: میں نے دنیا اس سے نہیں مانگی جو اس کا مالک ہے پھر اس سے کیوں مانگوں جو اس کا مالک بھی نہیں ہے۔(الوافی بالوفیات للصفدی)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ بصرہ کے بازار میں چل رہے تھے تو انجیر دیکھ کر کھانے کی خواہش ہوئی۔نقد تھا نہیں تو اپنی جوتی نکال کر انجیر بیچنے والے کو دینے لگے۔اس نے کہا یہ تو کسی لائق نہیں ہے۔تو مالک رحمہ اللہ نے اپنی جوتی لی اور چل پڑے۔انجیر بیچنے والے سے کسی نے کہا جانتے نہیں، یہ مالک بن دینار ہیں۔تو انجیر بیچنے والے نے ایک تھالی انجیر بھر کر اپنے لڑکے کو دی اور کہا: یہ مالک کو دے آؤ۔اگر انہوں نے انہیں قبول کرلیا تو تم آزاد ہوجاؤ گے۔غلام ان کے پیچھے دوڑ کر گیا اور مل گئے تو کہا یہ میری طرف سے لے لیجیے کیونکہ آپ نے اگر قبول کرلیے تو اس میں میری آزادی کا پروانہ ہے۔مالک بن دینار نے کہا: اس میں تمہاری آزادی ہے تو میرے لیے بھی تو عذاب ہے۔غلام نے اصرار کیا تو فرمایا: میں دین کو تین (انجیر) کے عوض نہیں بیچوں گا اور تین (انجیر) کو یوم الدین (قیامت) تک نہ کھاؤں گا۔

بعض آثار میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ! جب تک میری بادشاہت ہے تم کسی سے ہرگز نہ ڈرنا اور بادشاہت ہمیشہ ہمیش رہے گی کبھی ختم نہ ہوگی۔اے موسیٰ تم رزق کی پرواہ نہ کرنا جب تک کہ میرے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور میرے خزانے ہمیشہ بھرے ہی رہیں گے کبھی ختم نہ ہوں گے۔اے موسیٰ تم کسی سے دل نہ لگانا جب تک میں ہوں۔جب بھی تم مجھے ڈھونڈو گے میں مل جاؤں گا۔اے موسیٰ جب تک تم پل صراط پار نہ کرلو، میری تدبیر سے بے فکر مت ہوجانا۔(جامع العلوم والحکم)

۵۔اعتدال کے عادی بنو اور عیش و آسائش و فضول خرچی سے دور رہو۔سماج و معاشرے میں بے تحاشہ عیش و آرام کا مطلب ہے کہ انواع و اقسام کے کھانوں اور مشروبات کی بہتات ہو۔بعض مسلم ڈاکٹروں نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میڈیکل کو آدھی آیت کریمہ میں جمع کردیا ہے چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَّكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ (الاعراف: ۳۱) ترجمہ: اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: کھاؤ، پیو، پہنو، صدقہ و خیرات کرو اور بیجا فضول خرچی اور گھمنڈ و تکبر سے دور رہو۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو لیکن اس کے اندر دو باتیں نہ ہوں ایک فضول خرچی دوسرا گھمنڈ اور تکبر۔(نسائی)

کھانے پینے میں مذموم اسراف کی دو قسمیں ہیں: انواع و اقسام کے کھانے اور ان کی بہتات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والا موٹاپا۔انواع و اقسام کے کھانوں

کی مذمت مختلف پیرایے میں وارد ہوئی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے دور رہنے کے لیے فرمایا جن کی تمام تر تگ ودو پیٹ بھرنے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہو۔وہ نوع بنوع کھانے پینے کی چیزوں کے شوقین ہوتے ہیں۔طبرانی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:عنقریب میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو رنگ برنگے ماکولات ومشروبات وملبوسات کے دلدادہ ہوں گے،باچھیں کھول کھول کر باتیں بنائیں گے یہ لوگ میری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔(ترغیب وترھیب) فضول خرچی کی مذمت کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (الاسراء:۲۶،۲۷) ترجمہ:''اوراسراف اور بیجا خرچ سے بچو۔بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔''

اگر ہر مسلمان اپنی خوشی ومسرت کی تقاریب اسی طرح رنج وغم کے مواقع پر شریعت الٰہی کے اصول وضوابط کی پاسداری کرنے لگ جائے تو کم از کم خاندان کی سطح پر تو مہنگائی پر قابو پایا ہی جاسکتا ہے۔

۶۔ذخیرہ اندوزی اور استحصال کا مقابلہ: ذخیرہ اندوزی کا مطلب ہے کہ اشیاء خوردونوش کو اتنی مقدار میں جمع کرلینا کہ وہ بازار سے غائب ہوجائیں اور ان کا بھاؤ بڑھ جائے پھر انہیں بازار میں لاکر اصل بھاؤ کے مقابلے دوگنے تگنے اور چوگنے بھاؤ پر فروخت کرنا۔فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر یہ حرام ہے۔آپ نے فرمایا: کوئی گنہگار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔(مسلم)

علماء کا کہنا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کی حرمت کی حکمت عوام الناس کو نقصان سے بچانا ہے جیسا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی انسان کے پاس غلہ ہے اور لوگ اس کے ضرورت مند ہیں،اس کے علاوہ کسی اور کے پاس وہ ہے نہیں تو لوگوں کو ضرر ونقصان سے بچانے کی غرض سے اسے لوگوں کے لیے فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔(شرح نووی)

مہنگائی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تاجر لوگ،سامان بنانے والے اور بچولیے شرعی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی، ناپ تول میں کمی اور سامان کا معیار گرانے جیسے گھناؤنے عمل کا ارتکاب کرتے ہیں حالانکہ اسلام نے اس طرح کے بدترین اقتصادی رویوں سے سختی سے منع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوردنی اشیاء کی چالیس رات ذخیرہ اندوزی کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بری اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔اور جن گھر والوں کے آنگن میں کوئی بھی بھوک کی حالت میں صبح کرے،ان سے بھی اللہ تعالیٰ بری ہے۔(احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ ذخیرہ اندوزی کی تمام تر شکلوں اور صورتوں سے باز آنا ضروری وواجب ہے۔اسی طرح صاحب اقتدار پر بھی ضروری ولازمی ہے کہ وہ صارفین کی حمایت میں ایسے لوگوں کے خلاف سخت کارروائی کریں جنہیں اپنی جیبوں کے بھرنے سے مطلب ہے اور اس کے علاوہ کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

۷۔مہنگائی سے نمٹنے کا کلچر۔حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں لوگ آپ کے پاس آئے،گوشت کی مہنگائی کی شکایت کی اور کہا کہ اس کا بھاؤ طے کردیجیے۔آپ نے فرمایا: تم خود ہی اس کو سستا کرلو۔انہوں نے کہا کہ ہم تو قصاب لوگوں کے ذریعہ گوشت کو مہنگا کرنے کی شکایت لے کر آپ کے پاس آئے تھے چونکہ ہم ضرورت مند ہیں۔اور آپ ہمیں سے کہہ رہے ہیں کہ خود سستا کرلو۔ہمارے اندر اس کی استطاعت کہاں ہے؟ یہ ہماری دسترس سے باہر ہے۔تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شاندار بات فرمائی:''اسے ان ہی کے لیے چھوڑ دو۔''

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مہنگائی کا مقابلہ کرنے کا ہمارے سامنے ایک اور نظریہ پیش کیا۔کہ اس سامان کے بجائے کوئی دوسرا سامان جو سستا ہو،خریدنے لگ جاؤ۔رزین بن الاعرج کہتے ہیں کہ مکہ میں کشمش مہنگی ہوگئی تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کشمش مہنگی ہوگئی ہے۔تو آپ نے فرمایا: اسے کھجور کے ذریعہ سستا کرلو۔یعنی کشمش خریدنے کی بجائے کھجور جو حجاز میں وافر مقدار میں ہوتا ہے اور اس کا نرخ بھی کم ہے،اسے خریدنے لگ جاؤ۔جب کشمش کی مانگ کم ہوجائے گی تو وہ خود بخود سستی ہوجائے گی۔اور اگر نہ بھی ہوئی تو کھجور اس کا بہترین بدل ہے ہی۔

خلاصۂ کلام یہ کہ مہنگائی بہت ہی تکلیف دہ مسئلہ ہے جس کے حل کے لیے شریعت نے مختلف امور کی جانب رہنمائی فرمائی ہے۔تقویٰ،توبہ واستغفار،سماجی یک جہتی،باہمی ہمدردی، راضی برضاء الٰہی اور قناعت پسندی،اعتدال ووسطیت،ذخیرہ اندوزی سے اجتناب اور مہنگائی سے نمٹنے کے کلچر کا فروغ،ان سب پر عمل پیرا ہوکر انسان مہنگائی کی پریشانی سے نجات پاسکتا ہے یا اس کی مار سے کلی طور پر نہ سہی کچھ نہ کچھ راحت ضرور محسوس کرسکتا ہے۔ان عادات وخصائل کو خود بھی اختیار کریں اور دوسروں کو بھی ان کی نصیحت وتلقین کریں تاکہ انہیں عام کرنے میں مدد ملے اور یہ کام فرد سے شروع ہوکر سماج ومعاشرے میں عام ہو اور پھر اس کے بہترین نتائج برآمد ہوسکیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔آمین یارب العلمین

☆☆☆

# امام کے پیچھے مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا ایک جائزہ

مولانا آصف تنویر تیمی

تمام علماء کرام پر اس بات پر اتفاق ہے کہ بلا قراءت (جان بوجھ کر چھوڑے یا بھول جائے) کوئی نماز جائز نہیں ہے۔ البتہ عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق ایک روایت مروی ہے کہ دوران نماز وہ قراءت بھول گئے تو انہیں اس بارے میں یاد دلایا گیا، تو انہوں نے کہا: رکوع اور سجدہ کیسا تھا؟ بتلایا گیا: ٹھیک تھا۔ تو انہوں نے کہا: پھر کوئی حرج نہیں۔ ویسے یہ روایت ضعیف ہے۔ ایسے ہی نماز میں قراءت کے حوالے سے امام مالک نے مؤطا میں ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ سری نماز میں قراءت نہیں کیا کرتے تھے اور اس بارے میں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا "قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم في صلوات وسكت في أخرى" (بخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض رکعات میں قراءت کی اور بعض میں نہیں کی"۔ لیکن قراءت سے متعلق جمہور نے خباب رضی اللہ عنہ سے استدلال کیا ہے:" أنه صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في الظهر والعصر، قيل: فبأي شيء كنتم تعرفون ذلك؟ قال باضطراب لحيته" ۔(ابوداود ،نسائی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں بھی قراءت کیا کرتے تھے، پوچھا گیا کہ آپ لوگ کیسے پہچانتے تھے؟ کہا: داڑھی کے (بال کے) ہلنے کی وجہ سے"۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے (مذکور) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے چار رکعات والی نمازوں کے آخری دو رکعات میں قراءت کے قائل نہیں ہیں اس لئے کہ یہ رکعات سری نمازوں کے مشابہ ہیں۔

علماء کرام کا اختلاف اس تعلق سے ہے کہ نماز میں قراءت کے طور پر قرآن کریم سے کیا پڑھنا واجب ہے؟ اس حوالے سے پائے جانے والے اقوال کا خلاصہ یہ ہے:

جسے سورہ فاتحہ یاد ہو اس کے لئے سورہ فاتحہ کی تلاوت واجب ہے، سورہ فاتحہ کے بعد اگر مزید پڑھنا چاہتا ہے تو اس کی تخصیص نہیں۔ اس قول کے قائلین بھی اس امر میں مختلف ہیں کہ سورہ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھی جائے یا نماز کی بیشتر رکعات میں؟ بعض علماء کرام نے آدھی نماز میں واجب قرار دیا اور بعض نے صرف ایک رکعت میں؟ امام شافعی کہتے ہیں کہ نماز کی بیشتر رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی اور حسن بصری صرف ایک رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ رائے رکھتے ہیں کہ اصل مقصود قرآن کریم کا پڑھنا ہے چنانچہ کہیں سے بھی پڑھ لیا جائے تو کافی ہے۔ سورہ فاتحہ ہی پڑھا جائے کوئی ضروری نہیں۔ احناف سے متعلق اس طرف اشارہ کیا جا چکا ہے کہ چار رکعات والی نمازوں کے آخری دو رکعات میں ان کے نزدیک خاموش رہا جائے گا اگر کوئی تسبیح کرتا ہے تو مستحب ہے۔ لیکن جمہور چار رکعات والی نمازوں کی تمام رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔

نماز میں قراءت کرنے سے متعلق علماء کرام کا اختلاف درحقیقت اس حوالے سے وارد آثار میں اختلاف پائے جانے کی وجہ سے ہے۔ اس موضوع سے متعلق دو طرح کی حدیثیں پائی جاتی ہیں:

**پہلی طرح کی حدیث:** (ا) وہ احادیث اور آیت جس میں مطلق قرآن کریم کے پڑھنے کا حکم ہے۔ جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث:" أن رجلا دخل المسجد فصلى ثم جاء فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم، فرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم وقال: ارجع فصل فانك لم تصل، فصلى ثم جاء فأمره بالرجوع، فعل ذلك ثلاث مرات، فقال: والذى بعثك بالحق ما احسن غيره، فقال عليه الصلاة والسلام: اذا قمت الى الصلاة فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن، ثم اركع حتى تطمئن راكعا، ثم ارفع حتى تعتدل قائما، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا، ثم ارفع حتى تطمئن جالسا، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا، ثم ارفع حتى تستوى قائما، ثم افعل ذلك في صلاتك كلها" ۔(متفق علیہ) ترجمہ: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھ۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ چنانچہ پھر وہ نماز پڑھا اور آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لوٹنے کا حکم دیا۔ وہ شخص تین بار نماز پڑھنے کے بعد کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس سے بہتر میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پوری طرح وضو کر لو۔ پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر تحریمہ کہو۔ اس کے بعد قرآن مجید میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو وہ پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور پھر رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تو سر اٹھاؤ۔ جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو پھر سجدہ میں جاؤ۔ جب سجدہ پوری طرح کر لو تو سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے

کھڑے ہوجاؤ۔ یہ عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو‘‘۔اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں قرآن کا کوئی بھی حصہ پڑھ لیا جائے تو نماز درست ہوگی، سورہ فاتحہ کی کوئی تخصیص نہیں جیسا کہ احناف نے استدلال کیا ہے۔اسی موقف کی تائید قرآن کریم کی آیت:’’ فاقرء وا ما تیسر منه‘‘ (المزمل:۲۰) ترجمہ:’’جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لئے آسان ہوتا اتنا ہی پڑھو‘‘۔سے بھی ہوتی ہے۔

**دوسری طرح کی احادیث:** (۲) عبادہ بن الصامت رضی اللہ علیہ سے مروی حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب‘‘۔(متفق علیہ) ترجمہ:’’اس آدمی کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی‘‘۔اس حدیث میں (من) کا لفظ عام ہے جو ہر نمازی کو شامل ہے۔منفرد ہو یا امام کے پیچھے مقتدی۔سری نماز ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا نفل۔ ہر نمازی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ من صلى لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج، فهي خداج، فهي خداج‘‘۔(رواہ مسلم، وأصحاب السنن) ترجمہ:’’اس آدمی کی نماز نامکمل ہے، نامکمل ہے، نامکمل ہے، جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ کی تلاوت نہیں کی‘‘۔

(۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ لا تجزی صلاة، لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب‘‘۔(صحیح ابن خزیمہ، والترمذی) ترجمہ:’’وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو‘‘۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ لاتجزی صلاة، لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب‘‘۔(الدارقطنی، وقال اسنادہ صحیح) ترجمہ:’’اس شخص کی نماز کفایت نہیں کرتی جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی ہو‘‘۔

(۶) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب، وما تيسر‘‘۔(رواہ ابوداود، وقال الحافظ، وابن سید الناس: اسنادہ صحیح) ترجمہ:’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ سورہ فاتحہ اور جو سورہ آسان ہو اس کی قراءت کریں‘‘۔

(۷) مسیء الصلاۃ والی حدیث کے بعض الفاظ میں مذکور ہے:’’ ثم اقرأ بأم القرآن‘‘۔ترجمہ:’’پھر سورہ فاتحہ پڑھو‘‘۔

(۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ قسمت الصلاة بيني وبين عبدى نصفين: نصفها لي، ونصفها لعبدى، ولعبدى ما سأل، يقول العبد: الحمد لله رب العالمين، يقول الله: حمدني عبدى‘‘۔ترجمہ:’’میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھے آدھ تقسیم کردیا ہے، پہلا نصف میرے لئے ہے اور دوسرا نصف میرے بندے کے لئے۔اور میرے بندے کے لئے وہ سب ہے جو اس نے مانگا جب بندہ کہتا ہے (الحمد للہ رب العالمین) تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی‘‘۔

ان احادیث سے جمہور علماء نے استدلال کیا کہ نماز فرض ہو یا نفل، امام ہو یا منفرد سب کے لئے سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، بلا اس کے نماز صحیح نہیں ہوگی۔

اگر کوئی امام کے پیچھے بحیثیت مقتدی نماز پڑھ رہا ہے تو کیا مقتدی بھی سورہ فاتحہ پڑھے گا یا امام کا پڑھنا کافی قرار پائے گا۔اس تعلق سے بھی دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کے لئے سورہ فاتحہ کی تلاوت واجب ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی کے لئے امام کی تلاوت کافی ہوگی۔

جمہور علماء جو جہری، سری، امام اور مفرد سب کے لئے نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے وجوب کے قائل ہیں ان کے دلائل قرأت کے ضمن میں گزر چکے ہیں، انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں، اوران کا موقف بھی واضح ہے کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ کی تلاوت لازم ہے، تاہم احناف کے کچھ مزید دلائل ان کے مختصر جوابات کے ساتھ بیان کرتا ہوں تاکہ آپ طلبہ اچھی طرح سے ذہن نشیں کرلیں، اور صحیح موقف کا علم ہوجائے۔

**احناف کے چند اہم دلائل اوران کے جوابات:**

(۱) عن عمران بن حصين قال: صلى النبي صلى الله عليه وسلم الظهر فقرأ رجل خلفه:’’ سبح اسم ربک الأعلى‘‘ فلما صلى قال:’’ من قرأ ’’سبح اسم ربک الأعلى‘‘ ؟ قال رجل: أنا، قال:’’ قد علمت أن بعضكم قد خالجنيها‘‘ ۔(مسلم) ترجمہ:’’عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ایک آدمی نے آپ کے پیچھے سورہ (سبح اسم ربک الأعلی) پڑھی۔جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: سورہ (سبح اسم ربک الأعلی) کس نے پڑھی تھی۔اس آدمی نے کہا میں نے تحقیق مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے خلجان میں ڈالا ہے‘‘۔

اس حدیث سے احناف نے قراءت خلف الامام کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے، حالانکہ حضرت عمران کا یہ کہنا کہ’’ایک آدمی نے آپ کے پیچھے سورۃ الأعلی پڑھی‘‘ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے کچھ اونچی آواز میں پڑھی تھی، تبھی تو راوی حدیث نے سنی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ’’کسی نے مجھے خلجان (شک واشتباہ اور اختلاط) میں ڈالا ہے‘‘۔سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اس نے کچھ اونچی آواز میں یہ سورت پڑھی، تبھی آپ تک آواز پہنچی اور آپ کو اشتباہ وغیرہ ہوا۔لہذا آپ کا انکار بھی اونچی آواز سے پڑھنے پر ہے جس سے کسی ساتھی یا امام کو تشویش ہو۔

اگر آہستہ پڑھے کہ کسی کو سنائی نہ دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:" أن رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف من صلاة جهر فيها بالقرأة فقال:" هل قرأ معي أحد منكم آنفا؟؟" قال رجل: نعم يا رسول الله! قال:" اني أقول ما لي أنازع بالقرآن" قال: فانتهى الناس عن القرأة فيما جهر فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالقرأة من الصلاة حين سمعوا ذلك". (ابوداود، صحیح، بعض محدثین نے اس روایت کو مراسیل الزہری میں سے قرار دیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ بھی کچھ پڑھا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: ہاں اے کے رسول! آپ نے فرمایا: میں بھی کہتا تھا کیا وجہ ہے کہ مجھے قرآن مجید پڑھنے میں دقت ہورہی تھی؟ اس (امام زہری) نے کہا: تو جب انہوں نے آپ کی یہ بات سنی اس کے بعد وہ اس نماز میں قراءت کرنے سے رک گئے جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے قراءت کرتے تھے"۔

اس روایت میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار مقتدی کے اونچا پڑھنے پر تھا کیونکہ امام کو وقت تبھی پیش آئے گی جب کسی کی گن گن اس تک پہنچتی ہوگی۔ اگر وہ آہستہ پڑھے، اس کی آواز کسی کو سنائی نہ دے تو اس سے کسی کو کیا خلجان یا منازعت ہوسکتی ہے۔ البتہ جہری نماز میں مقتدیوں کو فاتحہ سے زائد پڑھنے سے صراحتا روکا گیا ہے، لہذا جہری نمازوں میں مقتدی سورہ فاتحہ سے زائد نہیں پڑھ سکتا، یہ جہرا نہ سرا۔ حدیث میں وارد راوی کے آخری قول سے مراد بھی سورہ فاتحہ سے زائد قراءت ہے جس سے لوگ رک گئے۔ باقی رہی سورہ فاتحہ تو خود روی حدیث اس کے پڑھنے کا فتوی دیتے تھے۔

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" انما جعل الامام ليؤتم به، فاذا كبر فكبروا، واذا قرأ فانصتوا، واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا: اللهم ربنا لك الحمد" ۔(ابوداود، صحیح) ترجمہ:"امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، لہذا جب وہ (اللہ اکبر) کہے تو تم بھی (اللہ اکبر) کہو، اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ (سمع اللہ لمن حمدہ) کہے تو تم (اللہم ربنا لک الحمد) کہو"۔

اسی حدیث کی تائید قرآن کریم کی آیت" وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ "(الأعراف:۲۰۴) سے ہوتی ہے۔ ترجمہ:"اور جب قرآن پڑھایا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگادیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو"۔ علماء کرام نے اس آیت اور حدیث کا جواب اس طرح دیا ہے:

☆آہستہ پڑھنا جو کسی کو سنائی نہ دیتا ہو، انصات کے منافی نہیں ہے۔

☆جس آیت سے انصات کا حکم لیا گیا ہے، اسی کے ساتھ ہی ذکر ہے:" واذكر ربك في نفسك ۔۔۔"۔ خاموش تو رہو مگر دل میں، بلند آواز کے بغیر رب کو یاد کرتے رہو۔ صبح ہو یا شام (یعنی سب نمازوں میں سری ہوں یا جہری) اور غافل بن کر نہ کھڑے رہو۔ ثابت ہوا کہ آہستہ پڑھنا خاموشی کے خلاف نہیں بلکہ اس کے عین موافق ہے، لہذا دونوں پر عمل ہوگا (خاموشی کے ساتھ سورہ فاتحہ پڑھا جائے گا)۔

☆انصات والی آیت سورہ فاتحہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی جیسا کہ مفسرین نے وضاحت کی ہے، بلکہ یہ آیت کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے تو کفار مکہ شور مچاتے تھے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اگر اس کے عموم کا لحاظ کرتے ہوئے، اسے نماز پر بھی محمول کریں، پھر بھی اس سے سورہ فاتحہ کی قراءت کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ اس کا واضح نصوص سے استثناء ثابت ہے۔

(۴) ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:" أفي كل صلاة قرأة؟ قال:"نعم"، قال رجل من الأنصار: وجبت هذه؟ فالتفت الى، وكنت أقرب القوم منه فقال: ما أرى الامام اذا أم القوم الا قد كفاهم" ۔(نسائی، ضعیف لشذوذہ ووہم راویہ) ترجمہ:"کیا ہر نماز میں قراءت ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: یہ تو واجب ہوگئی آپ (ابودرداء) میری طرف متوجہ ہوئے اور میں سب لوگوں میں سے آپ کے زیادہ قریب تھا۔ آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ جب امام لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہو تو وہ انہیں کفایت کرے گا"۔

☆اس روایت اور اس معنے کی دوسری روایتوں کو فاتحہ سے مابعد قراءت پر محمول کیا جائے، یعنی فاتحہ کے بعد مقتدی نہ پڑھے۔ اس طرح تمام روایات پر عمل ممکن ہوگا۔

☆مقتدی اپنی نماز کے تمام ارکان خود ادا کرتا ہے، امام اس کی طرف سے رکن تو ایک طرف رہا، کوئی مستحب بھی ادا نہیں کرتا حتی کہ دعائے استفتاح، تسبیحات، رکوع وسجود، تمام اذکار و اوراد تکبیرات تک خود پڑھتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ قراءت جو نماز کا رکن اعظم ہے، مقتدی چھوڑ دے کہ امام کی قراءت مجھے کفایت کرجائے گی۔ اگر قراء ت امام خصوصا سری نمازوں میں، مقتدی کی طرف سے کافی ہے تو باقی چیزیں کیوں کافی نہیں۔

☆نیز احناف کے نزدیک قراءت نماز کا لازمی رکن ہے تو رکن کے بغیر نماز کیسے ادا ہوجائے گی، جب کہ ہر ایک کی نماز کی قبولیت الگ الگ ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو سنت کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

# کن جگہوں پر نماز جائز نہیں ہے؟

مولانا عبدالولی عبدالقوی
استاذ جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، یوپی، انڈیا

**الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد:**

توحید ورسالت کی شہادت کے بعد فرائض اسلام میں اول ترین فریضہ نماز ہے، جس کی ادائیگی ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، چوں کہ اسلام آسانی وسہولت کا دین ہے، اس لئے اس نے اس امت کے لئے پوری روئے زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور پاکی کا ذریعہ بنادیا ہے، جب کہ سابقہ امتوں پر اپنی عبادات صرف عبادت گاہوں ہی میں انجام دینا واجب تھا۔

جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "....و جعلت لی الأرض مسجدا و طهورا و أيما رجل من أمتي أدركته الصلاة فليصل....." میری لئے پوری روئے زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور پاکی کا ذریعہ بنادیا گیا ہے، لہٰذا میری امت کے جس شخص کو نماز (جس جگہ) پالے، وہ وہیں پر نماز پڑھ لے۔ (بخاری ۴۲۷)

البتہ شریعت اسلامیہ نے اپنی عظیم حکمتوں کے پیش نظر بعض جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، درج ذیل سطور میں ہم اجمال واختصار کے ساتھ ان میں سے بعض جگہوں کا ذکر کرتے ہیں۔

پہلی جگہ: قبرستان: شریعت اسلامیہ جن جگہوں پر نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے، ان میں سے ایک قبرستان ہے، چنانچہ قبرستان میں فرض یا نفل کوئی بھی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں قبر والوں کی تعظیم اور بسا اوقات ان کی عبادت میں جا پڑنے کا اندیشہ ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے توحید کی حفاظت اور شرک کے سد باب کے طور پر قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الأرض كلها مسجد الا المقبرة و الحمام"

پوری روئے زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے قبرستان اور حمام کے علاوہ۔

(ابو داؤد ۴۹۲، ترمذی ۳۱۷، صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج۱/ ۹۷ ح ۴۶۳)

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پانچ روز پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا:

"......آگاہ رہو کہ تم سے پہلے جو قومیں گذری ہیں وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتی تھیں، خبردار! قبروں کو سجدہ کی جگہ نہ بناؤ، میں تمھیں ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ روکتا ہوں"۔ (مسلم ۵۳۲)

بلکہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قاتل الله اليهود النصارى اتخذوا قبور انبياءهم مساجد" یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (مسلم ۵۳۰)

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں کو بدترین مخلوق قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان من شرار الناس من تدركهم الساعة و هم أحياء و الذين يتخذون القبور مساجد"

بدترین لوگ وہ ہوں گے جو قیامت برپا ہوتے وقت زندہ ہوں گے اور جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔

(مسند احمد ۱/ ۴۰۵، صحیح ابن خزیمہ ۲/ ۶ ح ۷۸۹، حسن عند الالبانی رحمہ اللہ دیکھئے: تلخیص احکام الجنائز ص ۸۸)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ قمطراز ہیں: "قبر کے پاس دعا، نماز، ذبح، نذر بلکہ کسی بھی طرح کی عبادت حرام ہے گرچہ اس پر مزار نہ بنایا گیا ہو"۔ (اعانۃ المستفید بشرح کتاب التوحید ج۱/ ۲۸۹)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اجعلوا من صلاتكم في بيوتكم و لا تجعلوها قبورا"

اپنی بعض نمازیں گھروں میں پڑھ لیا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

(بخاری ح ۴۳۲، مسلم ۷۷۷، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو (نفل) نماز گھروں میں پڑھنے کا حکم دیا اور اسے قبرستان کی طرح (نفل) نمازوں سے ویران کرنے سے منع فرمایا اس سے معلوم

ہوا کہ قبرستان میں نماز درست نہیں ہے۔''

(شرح البخاری لابن رجب ۳/۲۳۲)

امام بغوی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے پتہ چلا کہ قبر کی جگہ نماز کی جگہ نہیں ہے''۔

(شرح السنۃ ۲/۴۱۳)

تدفین میت کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا:

جس شخص سے میت پر نماز جنازہ فوت ہوجائے، اور وہ دفن میت کے بعد پہنچے، تو اس کے لئے قبر پر نماز جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک کالی عورت یا ایک نوجوان مسجد میں جھاڑو لگایا کرتا تھا، رسول اللہ نے اسے (کئی روز) نہ دیکھا تو اس کے بارے میں صحابہ کرام سے پوچھا، صحابہ نے عرض کیا: اس کا انتقال ہوگیا، آپؐ نے فرمایا: تم نے مجھے اس کے انتقال کی خبر کیوں نہ دی، گویا لوگوں نے اس کے معاملہ کو معمولی سمجھا، آپؐ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر بتلاؤ، لوگوں نے آپ کو اس کی قبر بتلادی، آپ انے اس پر (نماز جنازہ) پڑھی، پھر فرمایا:

''یہ قبریں تاریکی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں، اللہ عزوجل میرے ان پر نماز پڑھنے سے انھیں منور فرمادیتا ہے۔''

(بخاری ۴۵۸، مسلم ۹۵۶، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

شعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دفن کے بعد ایک قبر پر نماز جنازہ پڑھی، تو آپ انے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

(مسلم ۹۵۴)

اور ایک روایت میں یوں ہے: ''رسول اللہ ا ایک نئی قبر (جس کی مٹی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی) کے پاس گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں''۔ (مسلم ۹۵۴)

یزید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ (ایک روز) ہم رسول اللہ ا کے ساتھ نکلے، جب آپؐ جنت البقیع پہنچے، تو آپ کی نگاہ ایک نئی قبر پر پڑی، آپؐ نے اس کی بابت دریافت فرمایا: صحابہ کرامؓ نے بتلایا کہ فلاں عورت کی قبر ہے.......... پھر آپ قبر پر آئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی، پھر آپؐ نے نماز جنازہ پرھاتے ہوئے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

(ابن ماجہ ۱۵۲۸ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۲۵)

لہذا جو شخص میت پر نماز جنازہ دفن سے پہلے نہ پڑھ سکا، اس کے لئے قبر پر نماز جنازہ پڑھ لینی جائز ہے، البتہ احادیث وآثار کی روشنی میں جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ نئی قبر پر تقریبا ایک ماہ کے آس پاس تک نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے، کیوں کہ رسول اللہ یا کسی صحابی سے تدفین کے عرصہ دراز کے بعد کسی کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

اسی بنا پر حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''پرانی قبروں پر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، کیوں کہ رسول اللہ اور صحابہ کرامؓ سے سوائے نئی قبروں کے پرانی قبروں پر نماز جنازہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اور وہ بھی زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کی مدت تک، اس بات پر علماء کا اتفاق ہے''۔

(دیکھئے: التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید ۶/۲۷۹)

### دوسری جگہ: بیت الخلاء:

بیت الخلاء میں نماز جائز نہیں ہے کیوں کہ وہ ناپاک، گندی اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہے' نیز جب بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے تو نماز بدرجہ اولی جائز نہیں ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مسجدیں اللہ کا گھر اور فرشتوں کی جائے پناہ ہیں اور بیت الخلاء شیطانوں کی جائے پناہ ہیں اسی وجہ سے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی مشروع ہے ''أعوذ بالله من الخبث و الخبائث'' (اللہ کی پناہ لیتا ہوں نر و مادہ خبیث جنوں کے شر سے) چنانچہ اس گندی جگہ پر اللہ کی عبادت درست نہیں ہے جو شیطانوں کی جائے پناہ ہو۔ (الشرح الممتع لابن عثیمین ۲/۲۳۷)

### تیسری جگہ: حمام:

حمام (غسل خانہ) میں نماز جائز نہیں ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الأرض كلها مسجد الا المقبرة و الحمام''

پوری روئے زمین مسجد ہے قبرستان اور حمام کے علاوہ۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حمام میں نماز پڑھنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ یہ شیاطین کے اکٹھا ہونے کی جگہ ہے''۔ (دیکھئے: المجموع للنووی ج ۳/۱۵۹)

### چھوتھی جگہ: اونٹ کا باڑہ:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی بابت پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''لا تصلوا فی مبارك الابل فانها من الشياطين''

اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو کیوں کہ وہ شیطانوں میں سے ہیں۔

(ابوداؤد ح ۱۸۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۳۷ ح ۱۶۹)

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں:

''اونٹ کے شیطانوں میں سے ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اونٹ میں بہت زیادہ شر پایا جاتا ہے، چنانچہ اگر وہاں پر نماز پڑھی جائے تو نمازی کا دل اس کے شر سے تشویش میں رہے گا اور اگر اونٹ بدک گیا تو نماز کو توڑنے کی ضرورت بھی پڑ جائے گی''۔ (عون المعبود ج ا/ ۲۴۶)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے سے اس لئے روکا گیا ہے کیوں کہ وہ شیطانوں کا ٹھکانہ ہیں، جس طرح حمام میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ وہ شیطانوں کے پناہ لینے کی جگہیں ہیں خبیث روحوں کے اکٹھا ہونے کی جگہیں ہیں اس لئے کہ ان میں نماز پڑھنے سے بچا جائے''۔ (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۵/ ۲۴۰)

**پانچویں جگہ: جہاں پر تصویر ہو:**

تصویر والی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ نے اس میں نماز پڑھی، آپ ﷺ اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک کہ اس میں بنی ہوئی تصویروں کو مٹا نہیں دیا گیا، اس واقعہ میں دلیل ہے کہ تصویر والی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیوں کہ اس سے شرک میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور (گذری ہوئی) امتوں کا بیشتر شرک تصویروں اور قبروں (میں غلو کی وجہ) سے تھا''۔ (زاد المعاد لابن القیم ج ۳/ ۴۰۲)

امام بہوتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''کسی ایسی دیوار کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، جس پر تصویریں اور مجسمے ہوں، کیوں کہ اس میں عبادت اصنام کی مشابہت ہے''۔ (کشاف القناع ۲/ ۴۰۵)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

''ایسی جگہ پر بلا ضرورت نماز پڑھنی جائز نہیں ہے، جہاں پر ذی روح کی تصویریں ہو''۔ (دیکھئے: فتاوی اللجنہ الدائمہ ا/ ۷۰۵)

**چھٹی جگہ: عام راستہ پر:**

عام راستہ پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اسمیں خشوع سے محرمی کے ساتھ خود کو تشویش میں مبتلا رکھنا ہے، نیز گزرنے والوں کو ایذا بھی دینا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عام راستوں پر نماز پڑھنی اس لئے مکروہ ہے کہ لوگوں کے گزرنے کی وجہ سے نمازی کا دل مشغول ہوتا اور گزرنے والوں پر راستہ تنگ ہوتا ہے''۔ (دیکھئے: تحفۃ الاحوذی ۲/ ۲۷۱)

البتہ اگر سخت ضرورت کے تحت مسجد کے بھر جانے کی وجہ سے جمعہ یا عیدین وغیرہ کی نماز کے لئے ایسا کرنا پڑ جائے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔

**ساتویں جگہ: غصب کردہ زمین پر:**

غصب کردہ زمین پر نماز جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں غیر کی ملکیت کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا ہے۔

قاضی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''غصب کردہ زمین پر نماز سے ممانعت کی وجہ غیر کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا ہے''۔ (دیکھئے: نیل الاوطار للشوکانی ۲/ ۱۶۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''غصب کردہ زمین پر نماز پڑھنا بالاتفاق حرام ہے''۔ (دیکھئے: المجموع للنوی ج ۳/ ۱۶۵)

**آٹھویں جگہ: غیر مسلموں کے عبادت خانوں میں:**

اہل علم کے راجح قول کے مطابق غیر مسلموں کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنی جائز نہیں ہے، کیوں کہ ان میں تصاویر اور مجسمے پائے جاتے ہیں، جو فرشتوں کی حاضری میں رکاوٹ ہیں۔

جیسا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب و صورة''

فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (ابن ماجہ ۳۶۴۹، صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۳/ ۲۱۰ ح ۲۹۵۹)

نیز یہ عبادت خانے غیر اللہ کی عبادت کی وجہ سے شیاطین کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کی ایک بار بحالت سفر نماز فجر فوت ہوگئی، تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس جگہ سے تھوڑا سا آگے بڑھ کر نماز قضا کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

''فان هذا منزل حضرنا فيه الشيطان''

یہ ایسی جگہ ہے جہاں پر ہمارے پاس شیطان حاضر ہوا۔ (مسلم ۱۰۹۸)

ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ پر نماز نہ

پڑھنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ شیاطین کے حاضر ہونے کی جگہ ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کافروں کے عبادت خانوں میں بھی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے کیوں کہ وہ شیاطین کا ٹھکانہ ہیں''۔ (دیکھئے: حاشیۃ ردالمختار ۱/۴۱۰)

نیز غیر مسلموں کے عبادت خانوں میں بار بار جانے سے غیر اللہ کی عبادت سے نفرت میں کمی واقع ہونے اور رفتہ رفتہ دلوں کے ان سے جڑ جانے کا اندیشہ ہے، اور یہ بھی امکان ہے کہ لوگ ایسا کرنے والے کو غیر اسلام کے ساتھ متہم کرنے لگیں۔

لہٰذا حتی المقدور غیر مسلموں کے عبادت خانوں سے دوری اختیار کرنا اور اپنی نمازوں کے لئے مناسب جگہوں کا انتظام کرنا از حد ضروری ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس مسئلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں، ان میں راجح یہ ہے کہ اگر کافروں کے عبادت خانوں میں تصویریں اور مجسمے ہوں، تو ان میں نماز درست نہیں ہے، اس لئے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، اور خود رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک کہ اس کے اندر موجود تصویریں مٹا نہ دی گئیں، اور جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ نے کہا: ''ہم ان کے گرجا گھروں میں تصویروں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے ہیں''، اور یہ گرجا گھر ویسے ہی ہیں جیسے کوئی مسجد قبر پر تعمیر کی گئی ہو''۔ (دیکھئے: فتاوی ابن تیمیہ ۲۲/۱۶۲)

البتہ اگر ایسی کوئی شدید ضرورت لاحق ہو کہ عیدین یا جمعہ وغیرہ کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں کے پاس جگہ میسر نہ ہو اور کافروں نے اپنے عبادت خانہ میں نماز کی اجازت دے دی ہو، تو غایت درجہ کی مجبوری کی وجہ سے فقہاء نے ان کے عبادت خانہ میں نماز پڑھ لینے کی اجازت دی ہے، لیکن اس عمل سے جس قدر احتراز ممکن ہو، کیا جائے اور حتی المقدور پہلی فرصت میں نمازوں کے لئے الگ جگہ کا انتظام کیا جائے۔

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے: ''اگر نماز کے لئے گرجا گھر کے علاوہ جگہ میسر ہو، تو پھر ان گرجا گھروں اور کافروں کی دوسری عبادت گاہوں میں نماز جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ کافروں کی عبادت گاہیں ہیں، جن میں وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ان میں مجسمے اور تصویریں بھی ہوئی ہیں۔

جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہم تمہارے گرجا گھروں میں مجسموں اور تصویروں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے ہیں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ گرجا گھر میں نماز پڑھ لیتے تھے، سوائے اس گرجا گھر کے جس میں مجسمے اور تصویریں ہوں''۔ (دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۸/۲۷۸)

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ
ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے
**تحریک ختم نبوت** (1 تا 25 جلدیں)
**تاریخ اہل حدیث** (1 تا 9 جلدیں)
مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔
**ملنے کا پتہ**
**مکتبہ ترجمان**
اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006
فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

# حیاء اسلام کی نظر میں

مولانا ابوحمدان اشرف فیضی، رائیدرگ

اسلام میں حیاء کی بڑی اہمیت ہے، یہ حسن اخلاق کی اعلیٰ قسم ہے، ذیل کے سطور میں چند نکات میں حیاء کی اہمیت وافادیت ملاحظہ فرمائیں:

**حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے**: حدیث میں ہے: **عن ابی هريرة رضى الله عنه، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: الايمان بضع وستون شعبة والحياء شعبة من الايمان (صحيح البخارى: كتاب الايمان، باب امور الايمان: ٩)** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: **الحياء والايمان قرنا جميعا، فاذا رفع أحدهما رفع الآخر (أخرجه الحاكم: ٥٨، والبيهقى فى شعب الايمان: ٧٣٣١، صحيح الجامع ٣٢٠٠)** حیاء اور ایمان دونوں ایک ساتھ جوڑ دیئے گئے ہیں جب ان میں سے ایک ختم ہوتا ہے تو دوسرا بھی ختم ہوجاتا ہے۔

**ہر خیر کی کنجی ہے**: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الحياء خير كله (صحيح مسلم: كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان: ٣٧)** حیاء سراپا خیر کا نام ہے۔

**دخول جنت کا ذریعہ ہے**: حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **عن أبى هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحياء من الايمان، والايمان فى الجنة، والبذاء من الجفاء، والجفاء فى النار (سنن الترمذى: ابواب البرو الصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فى الحياء: ٢٠٠٩، صحيح)** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ایمان کا ایک جزء ہے اور ایمان والے جنت میں جائیں گے اور بے حیائی کا تعلق ظلم سے ہے اور ظالم جہنم میں جائیں گے۔

**اسلام کا اخلاق ہے**: حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے **عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان لكل دين خلقا وان خلق الاسلام الحياء (سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب الحياء: ٤١٨٢، حسن)** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے۔

**حیاء اللہ کو پسند ہے**: اللہ تعالیٰ خود حیاء والا ہے اور حیاء کو پسند کرتا ہے، حدیث میں ہے: **عن سلمان، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ان ربكم حى كريم، يستحى من عبده أن يرفع اليه يديه فيردهما صفرا أو قال: خائبتين (سنن ابن ماجه: كتاب الدعاء باب: رفع اليدين فى الدعاء: ٣٨٦٥)** سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب ''حیی'' (بڑا باحیاء، شرمیلا) اور کریم ہے، اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو وہ انہیں خالی یا نامراد لوٹا دے۔

دوسری حدیث میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان الله عزوجل حى ستير يحب الحياء والستر، فاذا اغتسل أحدكم فليستتر (سنن أبى داؤد كتاب الحمام، باب النهى عن التعرى: ٤٠١٢)** اللہ حیاء دار ہے پردہ پوشی کرنے والا ہے اور حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو ستر کو چھپا لے۔

**حیاء باعث زینت ہے**: حدیث میں ہے: **عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما كان الفحش فى شئى الا شانه، وما كان الحياء فى شئى الا زانه (سنن الترمذى: أبواب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فى الفحش والتفحش: ١٩٧٤ صحيح)** انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز میں بھی بے حیائی آتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں حیاء آتی ہے اسے زینت بخشتی ہے۔

**حیاء گناہوں سے ڈھال ہے**: حیاء کی صفت انسان کو معصیت وبرائی سے روکتی ہے اور بے حیائی گناہوں پر آمادہ کرتی ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: **عن أبى مسعود قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم ان مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى، اذالم تستحى فاصنع ما شئت (صحيح البخارى: كتاب الأدب، باب اذا لم تستحى فاصنع**

مــاشـئـت: ٦١٢٠) ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے پہلی نبوت کے کلام میں سے جو کچھ پایا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ جب تیرے پاس حیا نہیں تو اب تو جو چاہے کر۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن پر تمام انبیاء کرام رضی اللہ عنہم متفق تھے۔ کسی شریعت میں یہ منسوخ نہیں ہوئی، عقل سلیم کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے سب لوگ حتیٰ کہ اہل جاہلیت بھی اسے جانتے اور مانتے آئے ہیں۔

**حیاء وصیت رسول ھے**: حدیث میں ہے: سعید بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے نصیحت فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح شرم کر جس طرح تو اپنی قوم کے نیکوکار شخص سے شرماتا ہے۔

**نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء**: حدیث میں ہے: عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم أشد حیاء من العذراء فی خدرها (صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم: ٣٥٦٢) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشیں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیاء دار تھے۔

**موسیٰ علیہ السلام کی حیاء**: حدیث میں ہے: عن أبی هریرة رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان موسی کان رجلا حییا ستیرا لا یری من جلده شئی استحیاء منه، فاذاه من آذاه من بنی اسرائیل، فقالوا: ما یستتر هذا التستر الا من عیب بجلده اما برص واما أدرة واما آفة وان الله أراد أن یبرئه مما قالوا لموسی فخلا یوما وحده فوضع ثیابه علی الحجر ثم اغتسل فلما فرغ أقبل الی ثیابه لیاخذها وان الحجر عدا بثوبه فأخذ موسی عصاه وطلب الحجر فجعل یقول: ثوبی حجر، ثوبی حجر، حتی انتهی الی ملأمن بنی اسرائیل فرأوه عریانا أحسن ما خلق الله، وأبراه مما یقولون، وقام الحجر فأخذا ثوبه فلبسه وطفق بالحجر ضربا بعصاه فوالله ان بالحجر لندبا من أثر ضربه ثلاثا أو أربعا أو خمسا فذلک قوله يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء صلوات الله علیهم، باب: ٣٤٠٤) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ ان کی حیاء کی وجہ سے ان کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے، وہ کیوں باز رہ سکتے تھے، ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ہفوات سے پاک دکھلائے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لیے آئے ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے بڑھے لیکن پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پتھر! میرا کپڑا دیدے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا، اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تہمت سے ان کی براءت کر دی۔ اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا [الاحزاب: ٦٩] اے ایمان والو! تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تھی، پھر ان کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔'' میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔''

**عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاء**: حدیث میں ہے: عن عائشة قالت: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم مضطجعا فی بیتی کاشفا عن فخذیه "أو ساقیه" فاستأذن أبو بکر فأذن له وهو علی تلک الحال، فتحدث، ثم استأذن عمر فأذان له وهو کذلک، فتحدث، ثم استأذن عثمان، فجلس رسول الله صلی الله علیه وسلم، وسوی ثیابه، قال محمد: ولا أقول ذلک فی یوم واحد، فدخل فتحدث فلما خرج قالت عائشة: دخل أبوبکر فلم تهتش له، ولم تباله ثم دخل عمر فلم تهتش له، ولم تباله ثم دخل عثمان فجلست وسویت ثیابک فقال: ألا أستحی من رجل تستحی منه الملائکة (صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابه رضی الله تعالی عنهم، باب من فضائل

عثمان بن عفان رضی الله عنه:٢٤٠١) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے کہ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور کپڑے برابر کر لیے۔ پھر وہ آئے اور باتیں کیں۔ (راوی محمد کہتے ہیں کہ میں نہیں کہتا کہ تینوں کا آنا ایک ہی دن ہوا) جب وہ چلے گئے تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے کچھ خیال نہ کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو بھی آپ نے کچھ خیال نہ کیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؟

**عائشہ رضی اللہ عنہا کی حیاء**: حدیث میں ہے: **عن عائشة، قالت: کنت أدخل بیتی الذی دفن فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم وأبی، فأضع ثوبی، وأقول: انما هو زوجی وأبی، فلما دفن عمر معهم، فوالله، ما دخلته الا وأنا مشدودة علی ثیابی، حیاء من عمر** (مسنداحمد: مسند الصدیقة عائشة بنت الصدیق رضی الله عنها: ٢٥٦٠، مجمع الزوائد:٩٠٤ رجاله رجال الصحیح والحاکم: ٤٤٠٢) باختلاف یسیر، تخریج مشکاة المصابیح للالبانی :١٧١٢) میں اپنے اس گھر میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے ابو مدفون تھے، تو میں اپنے کپڑے اتار دیا کرتی تھی، اور کہتی کہ یہ تو میرے شوہر اور ابو ہی تو دفن ہیں، پھر جب ان کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو اللہ کی قسم! عمر رضی اللہ عنہ سے شرم و حیاء کی وجہ سے اس گھر میں اپنے کپڑے اچھی طرح درست کر کے ہی داخل ہوتی۔ سبحان اللہ!

**اسماء رضی اللہ عنہا کی حیاء**: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سوا روئے زمین پر کوئی مال، کوئی غلام، کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی، پانی پلاتی، ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی۔ انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں۔ یہ بڑی سچی اور باوفا عورتیں تھیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی آدمی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لیے) کہا اخ اخ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ اس لیے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی تھی۔ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لیے بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ اس پر زبیر نے کہا کہ: اللہ کی قسم! مجھ کو تو اس سے بڑا رنج ہے کہ تو گٹھلیاں لانے کے لیے نکلے اگر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی، اس کے بعد میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا وہ گھوڑے کا سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہوگئی گویا والد ماجد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (غلام بھیج کر) مجھ کو آزاد کر دیا[صحیح البخاری:کتاب النکاح باب الغیرة:٥٢٢٤، صحیح مسلم:کتاب السلام، باب جواز ارادف المرأة الاجنبیة:٢١٨٢]

**ایک جنتی عورت کی حیاء**: حدیث میں ہے: **حدثنی عطاء بن أبی رباح، قال: قال لی ابن عباس ألا أریک امرأة من أهل الجنة قلت: بلی، قال: هذه المرأة السوداء أتت النبی صلی الله علیه وسلم قالت: انی أصرع وانی أتکشف فادع الله لی، قال: ان شئت صبرت ولک الجنة، وان شئت دعوت الله أن یعافیک قالت: أصبر، قالت: فانی أتکشف، فادع الله أن لا أتکشف فدعا لها** (صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض: ٢٥٧٦) عطاء بن ابی رباح نے حدیث بیان کی، کہا: ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اہل جنت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! انہوں نے کہا: یہ سیاہ فام عورت ہے، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھ پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے (کبھی) میرا لباس کھل جاتا ہے۔ آپ میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس پر صبر کرو اور تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم

چاہوتو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو صحت عطا فرمائے۔اس عورت نے کہا: میں صبر کروں گی، اس نے کہا: میرا لباس کھل جاتا ہے، آپ اللہ سے یہ دعا فرمادیں کہ میرا لباس نہ کھلے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ سبحان اللہ! کیسی حیاء والی خاتون ہے کہ بیہوشی کی حالت میں بھی اپنے پردے کی فکر لگی ہوئی ہے۔

**قرآن مجید میں دو باحیاء عورتوں کا تذکرہ**: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ [القصص:۲۳-۲۵] مدین کے پانی پر جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے اور دو عورتیں الگ کھڑی اپنے (جانوروں کو) روکتی ہوئی دکھائی دیں، پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے، وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں ہم پانی نہیں پلاتیں اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔ پس آپ نے خود ان جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف ہٹ آئے اور کہنے لگے اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں، اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی، کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے (جانوروں) کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس پہنچے اور ان سے اپنا سارا حال بیان کیا تو وہ کہنے لگے اب نہ ڈر تو نے ظالم قوم سے نجات پائی۔

اس واقعے میں حیاء کے دو پہلو ہیں: ۱۔ ان دونوں عورتوں کا مردوں کی بھیڑ بھاڑ سے الگ تھلگ رہنا۔ ۲۔ ان کی چال میں بھی حیاء تھی۔

ایمان والی عورت کا اصل زیور سونا، چاندی اور زیورات نہیں بلکہ اصل زیور حیاء ہے، عورت کی اصل خوبصورتی حیاء میں اور اس کا تحفظ حجاب میں ہے، دورِ حاضر میں بے حیائی، بے غیرتی اور بے شرمی عام ہوتی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی ہر طرح کی بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [الاعراف:۳۳] آپ فرماتے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔ اور اہل ایمان میں بے حیائی پھیلانے والوں کو دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے۔ فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [النور:۱۹] جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہیں، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔

**ویلنٹائن ڈے بے حیائی کا عالمی دن**: مغربی دنیا ۱۴ فروری کو ویلنٹائن ڈے کے نام سے بے حیائی کا عالمی دن مناتی ہے اور اسے یوم محبت اور یوم عاشقاں کے نام سے جانتی ہے، اس دن ایک دوسرے کو پھولوں کا تحفہ دیا جاتا ہے، ناچ گانے کی محفلیں قائم ہوتی ہیں، شراب وکباب کا دور چلتا ہے، اخلاق وکردار اور انسانیت وشرافت کی تمام حدیں پامال کی جاتی ہیں، یہ دراصل یوم عیاش اور یوم بے حیائی ہے، فحاشی وعریانیت کا تہوار ہے، ہمارے کچھ غیر تربیت یافتہ مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیروں کے ساتھ دوستی کے نام پر ایسے خرافات میں شریک ہوتے ہیں، والدین کی ذمہ داری ہے کہ ان پر گہری نظر رکھیں اور بے حیائی کی ایسی مجلسوں سے دور رکھیں تاکہ ان کا دین وایمان اور اخلاق وکردار محفوظ رہے۔

حیاء نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

**اللہ سے حقیقی حیاء**: حدیث میں ہے: عن عبداللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استحیوا من اللہ حق الحیاء، قال: قلنا: یارسول اللہ، انا نستحیي والحمدللہ، قال: لیس ذاک، ولکن الاستحیاء من اللہ حق الحیاء أن تحفظ الرأس وما وعی والبطن وما حوی، وتتذکر الموت والبلی، ومن أراد الآخرة ترک زینة الدنیا، فمن فعل ذلک فقد استحیا من اللہ حق الحیاء (سنن الترمذی: أبواب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب: ۲۴۵۸) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کرو جیسا کہ اس سے شرم وحیاء کرنے کا حق ہے، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اللہ سے شرم وحیاء کرتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء کا یہ حق نہیں جو تم نے سمجھا ہے، اللہ سے شرم وحیاء کرنے کا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو، اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو، اور موت اور ہڈیوں کے گل سڑ جانے کو یاد کیا کرو، اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زیب وزینت کو ترک کردے پس جس نے یہ سب پورا کیا تو حقیقت میں اسی نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کی جیسا کہ اس سے حیاء کرنے کا حق ہے۔ ☆☆

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلیٰ سطحی راحتی وفد کا دورہ نوح ودیگر مقامات

دہلی: ۳۱/اگست ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کے زیر قیادت مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی، صوبائی جمعیت اہلحدیث ہریانہ کے امیر ڈاکٹر عیسیٰ خان انیس جامعی، ناظم مولانا عبدالرحمٰن سلفی، کارکن مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا عباس عمیم فیضی ودیگر ملی و سماجی اور جماعتی شخصیات پر مشتمل مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے ایک اعلیٰ سطحی راحتی وفد نے ہریانہ کے نوح ودیگر متاثرہ مقامات کا دورہ کیا اور بلاتفریق مذہب ومسلک متاثرین سے ملاقات کر کے ان کی اشک شوئی کی اور ان کے درمیان نقد اور خوردنی اشیاء تقسیم کیں۔ اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم نے عوام و خواص سے آپسی میل جول، بھائی چارہ اور امن وشانتی کے ساتھ رہنے کی تلقین کی اور اہل ہریانہ کے بلاتفریق مذہب روایتی بھائی چارہ اور میل ملاپ کی ستائش کی اور کہا کہ ۱۹۴۷ء میں بھی یہاں کے لوگ امن وشانتی کے ساتھ رہے۔ اس موقع پر بھی عموماً ہندو اور مسلمان خواہ اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں امن وشانتی کے ساتھ رہے، سوائے چند مقامات کے جہاں افواہوں کی وجہ سے تکلیف دہ واقعات رونما ہوئے۔ بلاشبہ امن وشانتی کے ساتھ رہنے ہی میں ملک وملت اور انسانیت کی ترقی اور بھلائی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ اس موقع پر متعدد غیر مسلم بھائیوں نے کھل کر مسلمانوں کی تعریف کی اور کہا کہ ان حالات میں بھی انہوں نے ہی ہماری ہر طرح سے مدد کی۔ اقلیت میں ہونے کے باوجود ہمیں کسی طرح کے خوف وہراس اور عدم تحفظ کا احساس تک نہ ہونے دیا اور دیرینہ بھائی چارے کو برقرار رکھا۔

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی اعلیٰ سطحی وفد نے نوح کے علاوہ جن دیگر مقامات کا دورہ کیا ان میں نلہڑ، میولی، گونڈ باس، فیروز پور نمک، نصیر باغ، بڑکلی، جلال پور، فیروز پور جھرکا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ وفد نے ڈور ٹو ڈور بعض غیر مسلم بھائیوں کی بھی بطور خاص مزاج پرسی کی اور ان کی باتوں سے خوش گوار اندازہ ہوا کہ غیر مسلم بھائیوں کے اندر مسلمانوں کے تئیں کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے اور وہ دیرینہ اخوت و بھائی چارہ کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ اس موقع صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کے نائب امیر مولانا محمد داؤد سلفی، نائب نظماء مولانا محمد خورشید محمدی، مولانا محمد اکبر سلفی، الحاج شہاب الدین شکراوہ، الحاج عبدالرشید شکراوہ، بشیر بینڈی وغیرہ بھی موجود رہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے بھی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم کی ہدایت پر صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کے ناظم مولانا عبدالرحمٰن سلفی کی قیادت میں نائب ناظم مولانا خورشید محمدی اور دیگر رضا کاروں نے فساد کے نتیجے میں بے گھر ہوئے غریبوں، مزدوروں اور بے سہارا لوگوں کی بلاتفریق مذہب ہر ممکن مدد کی اور ان کو دلاسہ دیا۔

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر اور قدیم دینی دانشگاہ مدرسہ احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے ناظم ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی کا انتقال پر ملال

دہلی: ۱۲/ستمبر ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری اپنے بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر اور ہندوستان کی قدیم ترین دینی دانشگاہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے ناظم مشہور قلمکار، سلفیہ یونانی میڈیکل کالج کے جنرل سکریٹری، سلفیہ جونیئر وسینئر اسکول کے سربراہ، ملت کالج کے بانی ممبر اور مسلم اسکول کے ذمہ دار، علاوہ ازیں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اور دیگر مختلف ملی وسماجی تنظیموں کے ذمہ دار ورکن رکین مشہور دینی وملی وسماجی شخصیت ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے جو آج ظہر سے قبل تقریبا نوے سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امیر محترم نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ ہندوستان کے معروف علمی و دینی خانوادے کے چشم وچراغ، بڑے خلیق وملنسار، علم دوست، علماء کے قدرداں، مہمان نواز اور اچھے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معتبر عالم دین، کامیاب طبیب، صاحب طرز قلمکار اور باکمال منتظم بھی تھے۔ علم وحلم اور اعلیٰ اخلاق واقدار، قومی وملی اور جماعتی غیرت دادا بزرگوار ڈاکٹر سید فرید اور والد ماجد معروف قومی وملی اور جماعتی

(بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

**جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج میں ایک روزہ علمی ودعوتی پروگرام کا انعقاد:** بتاریخ 10/صفر 1445ھ مطابق 28/اگست 2023ء یوم دوشنبہ جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج (الہ آباد) میں ایک عظیم الشان علمی ودعوتی پروگرام زیر صدارت مولانا محمد حسان خان سلفی صاحب/ ناظم جامعہ ابی ہریرہ اورزیر سرپرستی مؤسس جامعہ محترم فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی حفظہ اللہ منعقد ہوا، جس میں بحیثیت مہمان خصوصی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند حضرت مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی مدنی حفظہ اللہ وتولاہ اورمہمان اعزازی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب/ ناظم اعلی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے شرکت فرمائی اوراپنے گرانقدر خطابات سے حاضرین کومستفید فرمایا۔

مولانا محمد حسان خان صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں علم کی اہمیت وافادیت نیز مدارس کی روشن تاریخ اوران کی خدمات کی وضاحت کی۔ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند حضرت مولانا اصغرعلی صاحب سلفی/ حفظہ اللہ نے اپنے جامع اورمفصل خطاب میں علماء، اساتذہ کی ذمہ داریوں اورطلب علم کے آداب اورطلبہ علوم دینیہ کی صفات کوتفصیل سے بیان فرمائی۔

امیرمحترم نے اپنے خطاب میں اساتذہ کرام کوخصوصی طور سے اخلاص ودلسوزی اوردردمندی سے طلبہ کی اصلاح وتربیت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت پرزوردیا اور بتایا کہ علماء وارثین انبیاء ہیں، توان کے دل میں بھی قوم وملت کی اصلاح وہدایت کی ویسی ہی تڑپ ہونی چاہیے جیسے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھی کہ قوم کی طرف سے اذیتوں اورتکلیفوں کے باوجودان کی اصلاح وہدایت کے لیے ہمہ وقت فکرمند اورسرگرم عمل رہتے تھے۔اسی طرح سے امیرمحترم نے طلبہ کوحسن اخلاق سے متصف ہونے اورآداب طلب علم کوپیش نظر رکھنے کی تاکید کی، نیز بےراہ روی اورخلاف شریعت وضع قطع کوترک کرنے پرزوردیا۔

مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے اپنے خطاب میں تقوی کی اہمیت وفضیلت اوراس کے فوائد پرتفصیلی گفتگو کی اورقرآن کریم واحادیث مبارکہ کی روشنی میں پرمغز اورجامع خطاب کیااور بتایا کہ تقوی کاحکم اوراس کی تاکید ہرخاص وعام کو کی گئی ہے۔

مشہور ومعروف عالم مدرس وخطیب مولانا عبدالوہاب حجازی صاحب استاذ جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ نے اپنے خطاب میں عقیدہ کی درستگی کی طرف دعوت دی اور اس کی اہمیت کوواضح کیا۔ نیز قبر میں بندہ سے جوتین سوال کیے جائیں گے ان کی وضاحت کی۔ یہ اجلاس صبح دس بجے سے شروع ہوکراذان ظہرپھرصلاۃ ظہراورطعام کے بعددوبجے سے شام چاربجے تک جاری رہا۔جس میں مقامی حضرات کے علاوہ الہ آباد، پرتاپ گڑھ اور دیگر مواضعات سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ نظامت کے فرائض شیخ الجامعہ مولانا ریاض احمد سلفی صاحب نے انجام دیے۔ راقم الحروف (ازہر رحمانی) نے مہمانان کرام کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔(ازہر بن عبدالرحمٰن الرحمانی/ وکیل الجامعہ جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، پریاگ راج، (الہ آباد)

جماعتی خبریں

**صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کے نائب ناظم اور ضلعی جمعیت اہل حدیث میوات کے ناظم معروف داعی مولانا خورشید احمد محمدی صاحب کی والدہ ماجدہ کا سانحہ ارتحال:** یہ خبرنہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کینائب ناظم اورضلعی جمعیت اہل حدیث میوات ہریانہ کے ناظم معروف داعی مولانا خورشیداحمد محمدی صاحب کی والدہ ماجدہ کا مورخہ 3/ستمبر 2023 کوشب کے گیارہ بجے طویل علالت کے بعدبعمر تقریبا 80/سال انتقال ہوگیا۔اناللہ واناالیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت خلیق و ملنسار، مہمان نواز اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔پابندی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتی تھیں۔ بچوں کودینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا۔آج ہی نوبجے صبح وطن مالوف بیا، فیروز پورجھرکا، ہریانہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔پسماندگان میں مولانا خورشید احمد محمدی سمیت چار صاحب زادے، دوصاحب زادیاں اورمتعدد پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے ,پسماندگان ومتعلقین خصوصا مولانا خورشید احمد محمدی اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کوصبر وسلوان عطافرمائے۔آمین۔(غمزدہ ودعاگو: اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیرمرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

**مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران کے دورے واسفار:** مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیرمحترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کا بعض علمی، ملی اوراہم امور ومسائل سے متعلق ایک سفر پونا مہاراشٹر کا ہوا جس میں شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کے صدرمفتی عطاء الرحمٰن قاسمی صاحب، مولانا منظر سلفی صاحب اور جناب جاویدصاحب ممبئی، منے بھائی محمود عالم وغیرہ شامل تھے۔اس وفد نے شہر کے متعدد عصری تعلیمی اداروں کادورہ اوراہم شخصیات سے ملاقات کی اور ملی تعلیمی مسائل پرگفتگو کی۔ ۲۵/اگست ۲۰۲۳ کومرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیرمحترم نے ممبئی میں جمعہ کا خطبہ دیااورانجمن اسلام میں منعقد پروگرام میں شرکت اور خطاب فرمایاواضح رہے کہ اس اہم علمی پروگرام میں امیرمحترم نے ''شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ'' کے موضوع پر منعقدہ پروگرام میں خطاب فرمایاجوزیرصدارت محترم ظہیرقاضی منعقد ہواتھاجس میں ملک کی نامورشخصیات کے بھی خطابات ہوئے جس سے جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد کے مؤسس ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی کا بھی پرمغزخطاب ہوا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعدامیرمحترم نے مورخہ ۲۶/اگست کولکھنؤ میں گاندھی بھون میں منعقدہونے والی امن وانصاف کانفرنس کی تیاریوں کا جائزہ لیااورمعززین شہر سے ملاقات کی۔

۲۷/اگست کو تمام ملی تنظیموں کے اشتراک اور جمعیت اہل حدیث کی میز بانی اور زیر اہتمام ہونے والی امن وانصاف کانفرنس کی صدارت کی جس میں تمام ملی ومذہبی، سماجی رہنماؤں نے شرکت کی اور شام میں عارف ہوٹل کے کانفرنس ہال میں ایک خصوصی اجتماع کی بھی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۸/اگست کو جنوبی ہند کے معروف علمی مرکز دارالدعوۃ اور جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد میں منعقدہ عظیم الشان اجلاس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور خطاب فرمایا اور مہمان اعزازی کی حیثیت سے مرکزی جمعیت کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے اجلاس سے پرمغز خطاب کیا۔

۲۹/اگست کو امیر محترم نے لال گوپال گنج کے مضافات کی بستیوں کا دورہ کیا اور جماعت کے ایک معزز عالم دین ڈاکٹر خالد شفاء اللہ اور استاد الاساتذہ ماسٹر اشفاق فریوائی وغیرہ کی مزاج پرسی کی اور اسی دن بھدوہی تشریف لے گئے جہاں معززین شہر کے ساتھ گفت وشنید ہوئی اور جمعیت کے عظیم الشان تعمیراتی کاموں کے سلسلے میں تعاون حاصل کیا۔

۳۱/اگست کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر محترم نے ہریانہ کے لئے روانہ ہوئے مرکز اور صوبہ کے ایک اعلیٰ سطحی وفد کی قیادت کی اور نوح کے فساد زدہ علاقہ کا دورہ کیا اور متاثرین کے بیچ بلا تفریق مذہب ومسلک خوردنی اشیاء اور نقد تقسیم کیے۔ اس موقع پر امیر محترم نے عوام وخواص سے امن وشانتی بنائے رکھنے، آپسی میل جول اور بھائی چارہ کے ساتھ رہنے کی تلقین کی اور معززین شہر اور صوبائی ومقامی جمعیت کے عہدیداران سے صورت حال پر گفتگو کی۔

امیر محترم نے ہریانہ کے پہلے دورہ کے بعد یہاں کا دوبارہ دورہ کیا اور ایک جنازہ میں شرکت اور بعض مدارس کا معائنہ کیا فساد زدگان کے حال واحوال معلوم کئے اور فساد کے موقع پر گرفتار شدگان کے بارے میں تبادلہ خیال، بے قصوروں کی رہائی کے سلسلے میں قانونی واخلاقی تعاون کے سلسلے میں مزید گفتگو کی۔

امیر محترم نے مشاورت اور دیگر ملی تنظیموں کے ساتھ متعدد ملی معاملات پر میٹنگیں کیں۔ ۸/ستمبر کو نوہر ضلع ہنومان گڑھ راجستھان کے صوبائی ذمہ داران کے ساتھ سفر کیا اور نوہر میں ایک اسکول ومدرسہ وجامعہ مرکز السلام والتعلیم کی بنیاد رکھی۔ اور حاضرین کے درمیان تعلیم کی اہمیت اور حاجات کے سلسلے میں سامعین کی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا اور رات کے اجلاس عام میں صدارتی خطاب فرمایا اور ملک وملت اور انسانیت کے تئیں تعلیمی اور تربیتی ذمہ داریوں کو نبھانے کی تلقین کی۔ ۹/ستمبر ۲۰۲۳ کو مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات نوہر کا معائنہ کیا۔ ڈھانی آرائیاں گاؤں میں ایک وسیع خطہ اراضی کا معائنہ کیا جسے دینی وعصری تعلیم کے لئے خریدی گئی ہے۔ جس میں مقامی سرپنچ، قرب وجوار اور ضلع کے معززین موجود تھے۔ اس کے بعد وہاں کی جماعت کے ذریعہ بنائی گئی عالی شان جامع مسجد کا بھی معائنہ کیا اور اس میں ایک مختصر ومفید نشست میں شرکت ونصیحت کی۔ ☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۹ کا)

رہنما ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفی رحمہ اللہ سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے ورثے میں ملی تھی۔ آپ نے دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے ۱۹۵۵ء میں فراغت کے بعد ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی اور خاندانی پیشہ طبابت کو ذریعہ معاش بنایا۔ والد محترم کے دینی وملی اور جماعتی کاموں میں معاون رہے اور ان کے انتقال کے بعد دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کے ناظم بنائے گیے۔ دارالعلوم کے تئیں اپنی محنت ولگن اور ایثار وقربانی کے سبب عظیم باپ کے بہتر جانشین ثابت ہوئے۔ چونکہ گھر (فرید ہاؤس) کا ماحول مذہبی تھا اور تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی تھی اس لیے زمانہ طالب علمی ہی سے تبلیغ دین سے شغف اور لگاؤ رہا۔ نیز فرید ہاؤس جو اپنی دینی، علمی وسماجی خدمات کی وجہ سے معروف اور مرجع خلائق تھا اور جہاں ملک وبیرون ملک کی اہم دینی، علمی وسماجی شخصیات کی تسلسل سے آمد ورفت رہتی تھی ان اکابرین سے بھی کافی اکتساب فیض کا موقع ملا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے فکر وعمل کا دائرہ کافی وسیع ہوگیا تھا اور بے پناہ ذاتی مصروفیات کے باوجود جماعتی وملی کاموں کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ آپ کے مقالات بہت وقیع ہوتے تھے جو دارالعلوم احمدیہ سلفیہ کے نقیب ''الھدیٰ'' دربھنگہ، مؤقر ''جریدہ ترجمان'' دہلی اور مختلف جرائد ومجلّات میں شائع ہوتے تھے۔ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی کی اراضی کی تلاش اور خریداری میں آپ کی مساعی جمیلہ ناقابل فراموش ہیں۔ ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی نے پوری زندگی ملک وملت اور جماعت کی خدمت کے لیے وقف کردی تھی۔ وہ جماعت کے بڑے مخلص سپوت تھے۔ وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر کے عہدہ پر فائز تھے جس سے جمعیت کو کافی فائدہ پہنچا۔ بلاشبہ ملک وملت اور جماعت وجمعیت ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگئی اور ان کا انتقال ملک وملت اور جماعت کا عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔ ان کے جنازے کی نماز آج ہی وطن مالوف دربھنگہ میں شام سات بجے ادا کی جائے گی۔ پسماندگان میں اہلیہ، دو لائق وفائق صاحبزادے انجینیر سید اسماعیل خرم صاحب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار، معروف معالج ڈاکٹر سید یوسف فیصل صاحب، ایک صاحبزادی، بھائی ڈاکٹر سید عبدالحکیم صاحب، ہونہار بھتیجے وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

پریس ریلیز میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران، اراکین عاملہ وشوریٰ وکارکنان نے ڈاکٹر صاحب کے پسماندگان، دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ اور آپ کے زیر انتظام دیگر اداروں کے ذمہ داران، اساتذہ وطلباء نیز صوبائی جمعیت بہار کے ذمہ داران ووابستگان سے بھی قلبی تعزیت کی ہے اور دعا گو ہیں کہ بارالہ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کی خدمات کو قبول فرما ان کی لغزشوں سے درگذر فرما ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرما۔ آمین